*محمد فاضل بلوچ

اسلامی کتب خانے عہد عباسیہ میں

بنو عباس کا دور حکومت جہاں علم و ادب کے لحاظ سے نمایاں ہے وہاں کتب خانوں کے قیام کے لحاظ سے بے نظیر اور سنہرا ہے۔ خلفأ میں سے بعض اہل علم ایسے بھی گزرے ہیں۔ جو بہت سے علوم عقلی و نقلی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ خلافت بنو عباس کے بانی ابوجعفر منصور فقہ، فلسفہ اور علم نجوم میں درک رکھتے تھے[1]۔ مشہور امریکن سکالر ڈریپر اپنی کتاب The History of conflict between Religion ond Science میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ کا بہت سا وقت علم ہیئیت کے مطالعے و ترقی میں صرف ہو گیا تھا اس کے علاوہ انہوں نے اپنی سلطنت میں جا بجا طب اور قانون (فقہ) کے مدارس قائم کیے[2]،، ابو جعفر منصور کے جانشین خلفا نے ان سے بھی بڑھ کر علوم و فنون میں دلچسپی لی بالخصوص ہارون الرشید اور مامون الرشید۔ ان کے عہد خلافت میں فلسفہ و طب کی بہت سی کتابوں کے تراجم ہوئے۔ ہارون کے زمانے میں کاغذ سازی کے کارخانے قائم ہونے کے باعث تصنیف و تالیف کثرت سے ہوئی[3]۔ صاعد بن احمد کے بقول مامون نے تو فلسفے کو عروج پر پہنچایا جہاں یہ علم تھا ادھر توجہ کی اور اپنی اعلیٰ ہمتی اور قوت درایة سے علم فلسفہ کو ان کے خزانوں سے نکالا۔ بادشاہ روم سے افلاطون، اور ارسطو، بقراط جالینوس، اقلیدس اور بطلیموس وغیرہ کی تمام دستیاب کتابیں حاصل کیں اور ان کتابوں میں سے ایک کثیر تعداد تراجم کے لیے منتخب کی۔ تراجم مہیا کرنے کے ساتھ لوگوں کو ان کے مطالعے کی ترغیب دلائی چنانچہ ان کے عہد خلافت میں بیت الحکمت کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی اور صحیح معنوں میں یہ زمانہ عہد الحکمت بن گیا۔

عہد عباسیہ میں دارالخلافہ بغداد علم و ادب کا گہوارہ تھا علماء، مفکرین اور شعرا کا مرکز تھا کتابوں کے جمع ہونے کا مقام تھا[5]۔ ابوالعلا معری کا قول ہے کہ بغداد بہت بڑا شہر ہے یہاں تم ہر روز نئے نئے اصحاب فضل و کمال پاؤگے جنہیں اس سے پہلے نہ دیکھا ہوگا[6]۔ ہارون الرشید نے بغداد میں بیت الحکمت کے نام سے ایک بڑا کتب خانہ قائم کیا۔ جو تاریخ اسلام کا سب سے پہلا شاندار عوامی کتب خانہ (پبلک لائبریری) تھا[7]۔ الناس علی دین ملو کھم کے مصداق امرأ اہل ثروت، علما اور ادبا نے خلفا کی تقلید میں ذاتی کتب خانے قائم کیے[8]۔ اور کتابوں پر اس لیے خرچ کرتے تھے کہ ان کے نزدیک دل کا غنی ہونا یہ تھا کہ کتابوں پر خرچ کیا جائے کیونکہ یہ علم کی تعظیم پر دلالت کرتا ہے[9]۔ یہ علم ہی کی برکت

---

* لائبریرین، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور

تھی کہ بغداد کے باشندے مجوعہ محاسن تھے ، خوش طبع ذہین اور لطیف المزاج تھے اور ان کا علم گہرا تھا[۱۰] ۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ دیگر بلاد اسلامیہ میں اہل علم نہ تھے اور وہاں کتب خانوں کا وجود نہ تھا ۔ بلکہ مسلمانوں نے جس کثرت سے جا بجا کتب خانے اور دارالعلم قائم کیے دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی[۱۱] ۔ اب ہم ذیل میں عہد عباسیہ کے مشاہیر کے کتب خانوں کا ذکر ان کے بانیوں کی سن وفات کی ترتیب سے کریں گے ۔

۱۔ کتب خانہ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ/۸۰۴ء ۔

آپ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں ان کی جلالت علمی کا اندازہ امام شافعی کے اس قول سے ہو سکتا ہے کہ ان سے زیادہ حلال و حرام ، علل حدیث ، ناسخ و منسوخ کا جاننے والا میرے علم میں اور کوئی شخص نہیں اگر لوگوں میں انصاف ہوتا تو وہ یقین کرتے کہ محمد بن الحسن جیسا انہوں نے کوئی اور شخص نہیں دیکھا[۱۲] ۔

امام محمد بن الحسن شیبانی نے اپنا ذاتی کتب خانہ قائم کیا امام شافعی کا قول ہے کہ انہوں (محمد بن حسنؒ) نے اپنے کتب خانے سے امام ابوحنیفہؒ کی تالیف ''الکتاب الاوسط'' نکال کر مجھے دی[۱۳] ۔

۲۔ کتب خانہ یحیی بن خالد برمکی متوفی ۱۹۰ھ/۸۰۵ء ۔

ابوالفضل یحییٰ بن خالد برمکی ہارون الرشید عباسی کے نامور وزیر تھے وہ ذہین و فطین انسان تھے یہی وجہ ہے کہ جب یحییٰ کا شہر رقہ میں انتقال ہوا تو ہارون بے اختیار پکار اٹھا مات اعقل الناس وا کملھم[۱۴] ۔ لیکن جہاں وہ امور سلطنت میں مدبر کی حیثیت رکھتے تھے وہاں وہ علم و ادب کے بھی رسیا تھے ۔ دوسری زبانوں کے علمی ذخائر کو عربی میں منتقل کرانے کی سعی کرتے تھے ۔ علم ہیئت کی سب سے قدیم اور مشہور کتاب ''المجسطی'' کا یونانی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کرنے کے لیے کوشش کی[۱۵] ۔

انہوں نے ایک شاندار کتب خانہ قائم کیا جس میں بقول ابو عثمان عمر بن یحییٰ اس قدر کتابیں تھیں کہ کسی بادشاہ کے ہاں بھی نہ ہوں گی ہر کتاب کے تین تین نسخے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ جب کوئی دلال اور کتب فروش آتا تو سب سے پہلے یحییٰ کے ہاں آتا کیونکہ وہ ایک درہم کی بجائے ایک ہزار درہم ادا کرتے تھے حقیقت یہ ہے کہ بیت الحکمت میں بھی جو نایاب ذخیرہ تھا وہ اکثر یحییٰ برمکی کے کتب خانے کا تھا کیونکہ قتل جعفر کے بعد یہ کتب خانہ ضبط ہو گیا تھا اس کتب خانے میں فارسی زبان کی کتابیں سب سے زیادہ تھیں[۱۶] ۔

۳۔ بیت الحکمت ہارون الرشید عباسی متوفی ۱۹۳ھ/۸۰۹ء۔

ہارون الرشید ادب ، تاریخ اور حدیث و فقہ کے عالم تھے نہایت فصیح اللسان اور علم پرور انسان تھے مطالعے کے اس قدر شائق تھے کہ سفر میں بھی کتابیں ساتھ رکھتے تھے رقہ کے سفر میں ۱۸ صندوق کتابوں کے ساتھ تھے تفریحی محل ہزقاطول میں ایک ہزار سے زائد کتابیں لکھوائیں ۔ انہوں نے اپنے ادبی اور علمی ذوق کی تسکین کے لیے بیت الحکمت کی بنیاد ڈالی جو دنیائے اسلام کا سب سے پہلا عظیم الشان عوامی کتب خانہ ثابت ہوا ۔ بیت الحکمت دو حصوں میں منقسم تھا ایک حصہ کتب خانے کے لیے مخصوص تھا اور دوسرا حصہ غیر ملکی زبانوں کے تراجم کے لیے مختص تھا ۔ یحییٰ بن خالد برمکی نے ہندوستان سے بڑے بڑے پنڈتوں اور حکماء کو بلا کر ہندوستان کا علمی سرمایہ بھی بغداد میں اکھٹا کیا ۔ ہارون نے علم کے سلسلے میں اس حد تک بے تعصبی کا ثبوت دیا کہ عرب کی ہجو گوئی میں ہمہ تن مصروف رہنے والے علان شعوبی کو بیت الحکمت میں ترجمہ اور کتابت پر مقرر کیا ۔ حالانکہ اس شخص نے قبائل عرب میں سے ہر قبیلے کے عیوب پر الگ الگ کتاب لکھی[۱۷] ۔ باز نطین کی فتح پر ہارون کو قدیم کتابیں القرہ ، عموریہ اور دیگر بلاد روم سے ملیں تو ان کے تراجم کے لیے یوحنا بن ماسویہ کو مقرر کیا[۱۸] ۔

ہارون الرشید کی وفات پر جب مامون الرشید سریر آرائے سلطنت ہوا تو بیت الحکمت کو بام عروج پر پہنچایا ۔ مامون نے اس عظیم الشان کتب خانے میں عرب جاہلیت کے قصائد ، خطوط دستاویزات اور معاہدوں کا سرمایہ جمع کیا ان دستاویزات میں سے ایک دستاویز ایسی تھی جو حضرت عبدالمطلب بن ہاشم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی ۔ جس کے الفاظ یہ تھے ۔ ”حق عبدالمطلب بن ہاشم من اہل مکۃ علی فلاں بن فلاں دعاہ بہا اجابہ شہد اللہ والملکان[۱۹] ۔“

یہ کتب خانہ دس لاکھ کتابوں پر مشتمل تھا کتابیں عربی ، ایرانی ، سریانی ، قبطی اور سنسکرت زبانوں میں لکھی ہوئی تھیں۔ مامون یونانی سے عربی زبان میں ترجمہ کرنے پر یوحنا بن ماسویہ کو کتاب کے وزن کے برابر سونا دیا کرتے[۲۰] ۔ مامون نے یونانی کتابوں کو شاہ روم سے حاصل کرنے کے لیے حجاج بن مطر ابن بطریق اور بیت الحکمت کے ناظم سلما وغیرہ کو بھیجا جنھوں نے علوم قدیم کے ذخائر میں سے کتابیں منتخب کیں[۲۱] ۔ یوحنا بن ماسویہ عہد مامون میں دارالترجمہ کا مہتمم تھا[۲۲] ۔

”بیت الحکمت“ ایک یونیورسٹی کا درجہ رکھتا تھا جس میں محققین ، مفکرین اور علماء جمع رہتے تھے یہ عظیم الشان کتب خانہ مدتوں اہل علم و فضل کی علمی پیاس بجھاتا رہا اس کتب خانے کو پہلا نقصان اس وقت پہنچا جب دارالخلافہ

بغداد کی بجائے سامرہ بنایا گیا ۔ لیکن ۶۰۶ھ میں وحشی تاتاریوں کے ہاتھوں تباہ ہوا جنھوں نے بزعم خود مسلمانوں سے اس بات کا بدلہ لیا کہ مسلمانوں نے جب مدائن فتح کیا تھا تو انہوں نے ایرانیوں کی کتابوں کو تباہ کیا تھا[۲۳]۔ تاہم ساتویں صدی ہجری میں اس کتب خانے کی بعض بچی کھچی کتابیں علامہ ابن ابی اصیبعۃ کے ہاتھ آئیں جن پر حنین کے ہاتھ کی تحریریں تھیں اور مامون کا طغرا بنا ہوا تھا[۲۴]۔

۴۔ کتب خانہ موسیٰ بن شاکر متوفی ۲۰۰ھ/۸۱۵ء۔

موسیٰ بن شاکر اور ان کے تینوں بیٹے محمد، احمد اور حسن علوم ریاضی، ہندسہ، ہیئت اور حرکات النجوم کے فاضل تھے ۔ نہ سب کے سب صاحب تصانیف ہیں ۔ ان کے کتب خانے میں غیر زبانوں کی بے شمار کتابیں تھیں کیونکہ ان لوگوں نے علوم قدیمہ کی کتابوں کو حاصل کرنے میں بے دریغ دولت خرچ کی اور بعض علماء کو بلاد روم میں بعض کتابیں تلاش کرنے کے لیے بھیجا اور پھر مترجمین تلاش کیے اور زر کثیر خرچ کرکے جواہر حکمت جمع کیے[۲۵]۔ ابو سلیمان منطقی سجستانی ثم بغدادی کا بیان ہے کہ نقل اور ترجمہ کے لیے حبش بن الحسن اور ثابت بن قرۃ جیسے فضلائے زمانہ پانچ پانچ سو دینار ماہوار پر مقرر ہوئے اور ہندسہ، فلسفہ موسیقی اور طب کی کتابوں کے تراجم کیے[۲۶]۔

۵۔ کتب خانہ واقدی متوفی ۲۰۸ھ/۸۲۳ء۔

قاضی ابو عبداللہ محمد بن عمر بن ورقدی اسلمی مدنی بغدادی محدث فقیہ اور مورخ تھے المغازی والسیر "سیرۃ ابی بکر و وفاتہ، تاریخ الفقہا" وغیرہ کتاب الردہ کے مصنف ہیں ۔ ان کے ذاتی کتب خانے میں محمد بن سعد ہمہ وقت کتابیں نقل کرنے میں مصروف رہنے کے باعث کاتب واقدی کے نام سے مشہور ہو گئے تھے[۲۷]۔ جب علامہ واقدی کی وفات ہوئی تو ان کے کتب خانے میں چھ سو قمطر کتابیں تھیں اور ہر قمطر دو آدمیوں کا بوجھ تھا ۔ حالانکہ مرنے سے قبل وہ اپنے کتب خانے کا ایک حصہ دو ہزار اشرفیوں میں فروخت کر چکے تھے ۔

۶۔ کتب خانہ الجاحظ متوفی ۲۲۵ھ/۸۶۹ء۔

ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ تیسری صدی ہجری کے نامور ادیب تھے کتب بینی کے بے حد شائق تھے جب تک کسی کتاب کو ختم نہ کر لیتے تھے اسے رکھنا حرام سمجھتے تھے ۔ ذاتی کتب خانہ ان کے کثرت مطالعہ کا متحمل نہ تھا ۔ لہذا کتب فروشوں کو کرایہ ادا کرکے ان کی دوکانوں پر بیٹھ جاتے تھے اور ان کی کتابوں سے بھرپور استفادہ کرتے[۲۸]۔ کتابوں کے اس عاشق زار کی موت بھی کتابوں کے ڈھیر کے نیچے ہوئی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جاحظ جس قدر کتابوں پر مہربان تھا کتابیں اس پر اتنی مہربان نہ تھیں ۔

۷۔ کتب خانہ ابن الزیات متوفی ۲۳۳ھ/۸۴۷ء۔

محمد بن عبدالملک بن ابان بن حمزہ ابو جعفر المعروف بابن الزیات لغت اور نحو کے ادیب اور فاضل تھے۔ میمون بن ہارون کا بیان ہے۔ کہ جب ابو عثمان المازنی متعصم کے دور میں بغداد آیا اس وقت اس کے ہم نشینوں میں علم النحو کی بحث ہوتی تھی لیکن جب کبھی اختلاف یا شک پیدا ہو جاتا تو مازنی کہا کرتا تھے کہ فلاں نوجوان کاتب یعنی الزمات کی طرف آدمی بھیج کر دریافت کرو اور جواب حاصل کرو۔ پس ایسا ہی کیا جاتا اور صحیح جواب موصول ہونے پر المازنی مطمئن ہو کر دوسروں کو بھی سمجھا دیتا[۲۹]۔ ان کے کتب خانے میں کئی کاتب حضرات مصروف رہتے تھے ان مترجمین اور کاتبوں کا ماہانہ معاوضہ دو ہزار دینار بتایا جاتا ہے[۳۰]۔

۸۔ کتب خانہ یحیی بن معین المری البغدادی متوفی ۲۳۳ھ/۸۴۷ء۔

ابو زکریا یحیی بن مشہور حافظ الحدیث نے اپنے ہاتھ سے چھ لاکھ احادیث طیبہ لکھیں امام احمد بن حنبلؒ کے احباب میں سے تھے امام بخاریؒ امام مسلمؒ اور دیگر محدثین نے ان سے احادیث کی روایت کی ہے مدائنی کا قول ہے کہ بصرہ کا علم یحیی پر ختم ہے۔

اس متبحر عالم کا ایک ذاتی کتب خانہ تھا ان کی وفات پر کتب خانے کا ذخیرہ ایک سو صندوقوں اور چار گھڑوں پر مشتمل تھا[۳۱]۔

۹۔ کتب خانہ اسحاق موصلی متوفی ۲۳۵ھ/۸۵۲ء۔

ابو محمد اسحاق بن ابراہیم بن ماہون التمیمی الموصلی ہارون الرشید اور مامون الرشید کے مصاحبین میں سے تھے۔ وہ نہ صرف موسیقی کے مسلم الثبوت استاد تھے بلکہ علم و ادب، تاریخ اور لغت کے بھی ماہر تھے۔ علاوہ ازیں علم حدیث، فقہ اور علم الکلام پر ید طولیٰ رکھتے تھے حدیث سفیان بن عیینہ، مالک بن انس اور ادب میں علامہ الاصمعی اور ابوعبیدہ کے شاگرد تھے۔ بقول ابن ماکولا ''اسحاق موصلی المغنی شاعر متادب فاضل لہ روایات کثیرۃ۔ و کتاب مصنف فی الاغانی[۳۳]'' اور جب اسحاق کا انتقال ہوا تو متوکل نے کہا ایک عظیم سردار جو ملک کا حسن و جمال تھا چلا گیا[۳۴]۔ نیز ان کے کتب خانے میں مترجم تھے جو موسیقی کی کتابوں کا ترجمہ کیا کرتے تھے[۳۵]۔ اسحاق کے پاس بے شمار کتابیں تھیں ابوالعباس ثعلب کا قول ہے کہ میں نے اسحاق موصلی کے کتب خانے میں فن لغت پر ایک ہزار کتابیں دیکھیں جو تمام کی تمام اس کے استفادے میں آ چکی تھیں میں نے اس کے ہاں فن لغت پر جس قدر کتابیں دیکھیں اس قدر ابن الاعرابی کے ہاں بھی نہ ہوں گی[۳۶]۔ لغت کے علاوہ فن موسیقی پر جتنی کتابیں تصنیف و ترجمہ ہو چکیں

تھیں ان کے کتب خانے میں موجود تھیں۔ شعراء اور علماء اپنی ہر تصنیف کا ایک نسخہ اسحق کے پاس نذر بھیجتے اور یہ گران بہا صلہ دیتے تھے[۳۷]۔

۱۰۔ کتب خانہ ابوحسان الزیادی متوفی ۲۴۲ھ/۸۵۶ء۔

ابوحسان الحسن بن عثمان بن حمار بن حسان بن عبدالراحمن ابن یزید بغداد میں قاضی کے عہدہ پر تھے۔ علامہ واقدی کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں ادیب فاضل، سخی اور حلیم الطبع انسان تھے۔ الزیادی خود بھی صاحب تصانیف تھے اور ان کے لیے کتابیں لکھی بھی جاتی تھیں ان کا کتب خانہ بے شمار نفیس کتابوں پر مشتمل تھا[۳۸]۔

۱۱۔ کتب خانہ الفتح بن خاقان متوفی ۲۴۷ھ/۸۶۱ء۔

ابو محمد الفتح بن خاقان بن احمد غرطوح ادیب، شاعر فصیح اللسان اور ذہین انسان تھے فارسی الاصل تھے اور ان کا تعلق فارسی کے قدیم بادشاہوں سے تھا۔ ان کا نہایت شاندار کتب خانہ تھا جو کثرت و نفاست کتب میں لاثانی تھا اس میں کوفہ اور بصرہ سے فقہائے عرب بغرض استفادہ آئے تھے اس کتب خانے کو علی بن یحییٰ نے جمع کیا تھا۔ ابوھفان کا قول ہے کہ میں نے تین آدمیوں سے بڑھ کر کسی کو کتابوں اور علم کا دلدادہ نہ دیکھا اور نہ سنا۔ وہ الجاحظ، الفتح بن خاقان اور اسماعیل بن اسحاق ہیں[۳۹]۔

الفتح بن خاقان کو متوکل نے اپنا بھائی بنایا وہ متوکل کے ہم نشین اور وزیر تھے۔ جب کبھی متوکل کسی ضرورت سے مجلس سے اٹھ جاتا تو فتح بن خاقان اپنی آستین سے کتاب نکال لیتے اور متوکل کی واپسی تک پڑھتے رہتے ان کے پڑھنے کا سلسلہ بیت الخلا میں بھی جاری رہتا تھا[۴۰]۔

۱۲۔ کتب خانہ ابوالعنبس الصیمری متوفی ۲۷۵ھ/۸۸۸ء۔

محمد بن اسحاق بن ابراہیم الصیمری ابوالعنبس متوکل کے ندیموں میں سے تھے بہت بڑے ادیب، ظریف، علم النجوم کے عالم اور ہجویہ شاعری کے حوالے سے مشہور ہیں انہوں نے اپنے زمانے کے اکثر شعرا کی ہجو کی ہے اسی لیے خطیب بغدادی انہیں ''خبیث اللسان'' کا خطاب دیتے ہیں[۴۱] کثیرالتصانیف ہیں صیمرہ کے قاضی تھے۔

جاحظ کا قول ہے کہ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے کتب خانے میں بیٹھے ہیں اور ان کے چاروں طرف کتابیں، دوات اور کاغذ بکھرے ہوئے ہیں اس وقت میں نے ان کا رعب و جلال دیکھا وہ ہنگام منصب بھی نہ دیکھا[۴۲]۔

۱۳۔ کتب خالہ ابو داؤد سجستانی متوفی ۲۷۵ھ/۸۸۹ء۔

سلیمان بن اشعث بن اسحاق ازدی سجستانی بصری مشہور محدث ہیں۔ سنن ابی داؤد جو صحاح ستہ میں سے ہے ان کی تالیف ہے سجستان وطن عزیز پاکستان کے صوبہ بلوچستان کا علاقہ ہے اور اہل پاکستان کے لیے باعث فخر ہے کہ صحاح ستہ کے مولفین میں سے ایک ان کے علاقے کا باشندہ تھا۔ وہ اپنے وقت کے امام تھے انہوں نے کتابوں کے لیے سفر کیا، کتابیں جمع کیں اور کتابیں بھی تصنیف کیں، عراقیوں، خراسانیوں شامیوں اور بصریوں کا علم جمع کیا[۴۳]۔ سنن ابی داؤد کے علاوہ الناسخ والمنسوخ ان کی تصنیف ہے۔ پڑھنے کے بے حد شائق تھے اور اس مقصد کے لیے کتاب ہر وقت ساتھ رکھتے تھے کتاب ساتھ رکھنے کے لیے ایک آستین لمبی رکھتے تھے[۴۴]۔

۱۴۔ کتب خالہ ابو سعیدی السکری متوفی ۲۷۵ھ/۸۸۸ء۔

آپ کا پورا نام ابو سعیدی عبداللہ بن علاوالدین حسن بن حسین سکری ہے آپ مشہور لغوی ہیں آپ کی تصانیف میں سے کتاب الوحوش اور کتاب ابنات مشہور ہیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اس قدر کتابیں لکھیں کہ ان کے پاس ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ اور مطالعے میں استغراق کا یہ عالم تھا کہ لوگوں سے ملاقات کے وقت بھی کتاب کو اپنے ہاتھ سے الگ نہ کرتے تھے[۴۵]۔

۱۵۔ کتب خالہ قاضی اسماعیل بن اسحاق متوفی ۲۸۲ھ/۸۹۵ء۔

اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن زید بن درہم فقہ مالکی کے عالم اور اس کی اشاعت کرنے والے ہیں کثیر التصانیف ہیں۔ کتاب احکام القران، کتاب اہوال القیامہ، کتاب المبوط، کتاب حجاج القران، کتاب الشواہد موطا، کتاب الرد طل محمد بن حسن مشہور ہیں۔ ابن القدیم نے مصنف قضار کے حوالے سے لکھا ہے کہ قاضی اسماعیل کو دو حالتوں کے سوا نہ پایا کہ وہ کتاب کی ورق گردانی کر رہے ہوتے یا اس کی صفائی میں مصروف ہوتے[۴۶]۔

۱۶۔ کتب خالہ احمد بن یحمی ثعلب متوفی ۲۹۱ھ/۹۰۳ء۔

عبیدی لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی وفات پر اعلیٰ پائے کی کتابیں چھوڑیں اور وفات سے قبل اپنے شاگرد و علی بن محمد کو وصیت کی کہ یہ کتابیں ابوبکر احمد بن اسحاق القطربلی کے سپرد کی جائیں۔ لیکن زجاج نحوی کو جب ان کتابوں کی خبر ہوئی تو انہوں نے قاسم بن عبید سے کہا کہ یہ کتابیں جانے نہ پائیں چنانچہ خیران نامی کتب فروش کو بلوا کر قیمت طے کرائی ہر سہ کتابوں کی قیمت دس دینار بنی قاسم بن عبید نے وہ سب کتابیں خرید لیں[۴۷]۔

۱۷- کتب خانہ الراضی باللہ متوفی ۳۲۹ھ/۹۴۰ء -

ابو العباس احمد بن مقتدر الراضی باللہ خلفائے بنو عباس میں سے ہیں الراضی بہت سخی تھے علماء و فضلا کی مجالس میں بیٹھ کر علمی بحثوں کو سننا پسند کرتے تھے حتیٰ کہ انھوں نے اپنی موت کے وقت بھی اُن کو بلوایا - ان ندیموں اور جلیسوں میں ایک سنان بن ثابت الصابی طبیب تھا جس کے مشوروں اور علاج سے الراضی باللہ کی طبیعت میں غیض و غضب کی بجائے تحمل اور در گذر کا مادہ پیدا ہو گیا - عباسی خاندان کا کتب خانہ ان کے عہد تک کافی ترقی کر چکا تھا - جب خلیفہ کو پتہ چلا کہ ان کے کتب خانے سے ایک کتاب گم ہے تو انہوں نے الصولی کے مشورہ پر مستقل کاتبوں کو کتاب تیار کرنے اور جلد بندی کا حکم دیا۴۸ -

۱۸- کتب خانہ جعفر بن محمد بن حمدان متوفی ۳۲۳ھ/۹۳۵ء -

موصل کے رہنے والے تھے اور عمر دراز پائی - بحتری سے خط و کتابت تھی مبرد اور ثعلب سے محبت کرتے تھے ابو علی بن الزم روم کا بیان ہے کہ جعفر بڑے فقیہ تھے ، ادب ، نحو ، تاریخ ، علم النجوم اور دیگر علوم متقدمین کو خوب جاننے والے تھے ، لغت کے گویا حافظ تھے" ان کی علمی وجاہت کے باعث اس دور کے وزرا انھیں اپنا دوست سمجھتے تھے - جعفر نے اشاعت علم کے لیے اپنے شہر میں ایک بہت بڑا کتب خانہ قائم کیا جس میں تمام علوم پر کتابیں جمع کیں - یہ کتب خانہ وقف عام تھا ہر شخص بلا روک ٹوک استفادہ کر سکتا تھا حتیٰ کہ وہ (جعفر) تنگدست مسافروں اور طلباء کی خدمت بھی کرتے تھے اور انھیں کاغذ بھی مہیا کرتے۴۹ -

وہ کیونکہ خود عالم اور صاحب تصانیف تھے اس لیے اپنی کتب پڑھ کر سناتے تھے -

۱۹- کتب خانہ ابوبکر محمد بن یحیی بن عبداللہ العباس الصولی متوفی ۳۳۲ھ/۹۴۱ء -

مشہور ادباء اور فضلاء میں سے تھے اور کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے کتاب الوزراء، کتاب الادب وغیرہ بہت مشہور ہیں - تصانیف کے علاوہ بہت کتابیں جمع کیں ابو سعید کا قول ہے کہ "میں نے اس کا گھر دیکھا جو کتابوں سے بھر ہوا تھا کتابوں کی جلدیں مختلف رنگوں کی تھیں اور اس نے بتایا کہ وہ تمام کتابیں پڑھ چکا ہے" ابو سعید مزید کہتے ہیں کہ جب ہمیں کوئی کتھی

ملاحظہ مقصود ہوتی تو ہم الصولی کے کتب خانے چلے جاتے جہاں وہ اپنے خدمت گاروں کو خاص کتابیں لانے کا حکم دیتے ۔

انما الصولی شیخ — اعلا الناس خزانۃ
کلما جئنا الیہ — فقفی منہ ابانہ
قال یا غلمان ھاتوا — رزمۃ العلم فلانہ

۲۰۔ کتب خانہ علی بن احمد العمرانی متوفی ۳۴۴ھ/۹۵۵ء ۔

موصل کے باشندے تھے مشہور ریاضی داں اور صاحب علم انسان تھے انھوں نے ایک عظیم الشان وقف عام کتب خانہ قائم کیا جس سے استفادہ کے لیے دور دراز سے اہل علم حضرات آیا کرتے تھے[51] ۔

۲۱۔ کتب خانہ علی بن یحییٰ المنجم متوفی ۳۵۲ھ/۹۶۳ء ۔

ابو الحسن علی بن ہارون بن علی بن یحییٰ کثیر التصانیف ہیں جن میں سے شہر رمضان ، الرد علی الخلیل ، النوروز والمرجان اور الفرق بین ابراہیم ابن العسدی و اسحاق الموصلی فی الغناء مشہور ہیں ۔ المنجم نے بغداد میں خزانہ الحکمت کے نام سے ایک شاندار کتب خانہ قائم کیا ۔ ڈاکٹر احمد شلبی رسالہ البلغاء کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ”ایک کتاب کے تجسس میں مامون الرشید نے خزانہ الحکمت کی فہرست طلب کی لیکن اس میں اس کتاب کا نام درج نہ تھا چنانچہ خلیفہ کو حیرت ہوئی کہ ایسی کتاب فہرست میں درج ہونے سے کیسے رہ گئی“[52] ۔ اس کتب خانے کی وسعت اور عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مختلف علوم کے مطالعے کے لیے لوگ تمام ممالک سے آتے تھے اور پھر ان کو نہ صرف مطلوبہ کتابیں مہیا کی جاتی تھیں بلکہ ان کے اخراجات بھی برداشت کیے جاتے تھے[53] ۔ یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ مشہور منجم ابو معشر خراسانی مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے گھر سے نکلا ۔ لیکن جب اس کتب خانے کو دیکھا تو وہیں کا ہو کر رہ گیا اور علم نجوم میں مہارت نامہ حاصل کرکے تقریباً چالیس کتابوں کا مصنف بنا[54] ۔

۲۲۔ کتب خانہ سیف الدولہ متوفی ۳۵۶ھ/۹۶۷ء ۔

ابو الحسن علی بن عبداللہ بن حمدان التغلبی الربعی جو بنو حمدان کے فرمانرواؤں میں سیف الدولہ کے نام سے مشہور ہیں ۔ صاحب سیف و قلم تھے کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے اور بعد کے کسی بادشاہ کے دربار میں اتنے علماء اور نجوم الاہر جمع

نہیں ہوئے جتنے اس کے دربار میں جمع ہو گئے تھے - اس کے بے شمار تذکرے نظم و نثر میں درج ہیں - عربی کا مشہور شاعر المتنبی ان کے دربار سے وابستہ تھا بہت سخی اور علم و ادب کا دلدادہ تھا سیف الدولہ ادب کی طرف خاص میلان تھا اس نے حلب کے مقام پر ایک شاندار کتب خانہ قائم کیا اور اس میں دیگر اصناف علم کے علاوہ ادب پر بہت سی کتابیں جمع کیں بلکہ ادب پر جس قدر ذخیرہ اس کتب خانے میں تھا اور کہیں نہیں تھا اس کتب خانے کے مہتمم ناظم محمد بن ہاشم اور اس کے بھائی تھے جو دونوں فن شاعری میں ممتاز تھے[۵۵] -

۲۳- کتب خانہ ابن العمید متوفی ۳۶۰ھ/۹۸۰ء -

ابو الفضل محمد بن الحسین العمید بن محمد بویہ خاندان کے حکمران رکن الدولہ کے وزیر تھے وہ نہ صرف امور سلطنت میں حسن تدبیر کے مالک تھے بلکہ ادب میں جاحظ ثانی کے لقب سے مشہور تھے ادب کے علاوہ علم نجوم میں اوسط درجے کے عالم تھے - انہوں نے اپنے کتب خانہ واقع شیراز میں علم و ادب اور حکمت پر بے شمار کتابیں جمع کیں کتابوں سے لگاؤ کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ خراسان کے لٹیروں نے جب ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا حتیٰ کہ پانی پینے کے لیے پیالہ اور بیٹھنے کے لیے چٹائی تک نہ چھوڑی لیکن مشہور عالم ابن مسکویہ ، جو ان کے کتب خانے کا مہتمم تھا ، کا بیان ہے کہ اس حال میں بھی اس کا ذہن کتب خانے پر مرکوز تھا اور جب اس نے کتب خانے کو صحیح سالم پایا تو اس کا چہرا دمک اٹھا کہا تم نیک بخت انسان ہو دراصل ہر جانے والی چیز کا نعم البدل موجود ہے لیکن اس کتب خانے کا کوئی نعم البدل نہیں[۵۶] -

۲۴- کتب خانہ عضدالدولہ متوفی ۳۷۲ھ/۹۳۸ء -

فنا خسرو ابن الحسن المقلب رکن الدولہ ابن الدیلمی جو عضد الدولہ کے لقب سے مشہور ہیں تاریخ اسلام کا پہلا حکمران ہے جس نے شہنشاہ کا لقب اختیار کیا ابن جوزی کے مطابق وہ علم و فضل کے دلدادہ تھے - کتاب اقلیدس اور کتاب نحو مصنفہ ابی علی فارسی کو تو وہ اکثر سنتے تھے[۵۷] - وہ رعب و ادب والے اور سیاست کے پتلے تھے - علامہ زمخشری سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عضد الدولہ کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا ''وجہ'' فیہ ألف عین ، وفم فیہ الف لسان، وصدر فیہ الف قلب[۵۸] اس کی مجلس اہل علم و اہل فن سے بھری رہتی تھی علماء و فضلا کے ساتھ کمال خوش اخلاق سے پیش آتا - ان کے زمانے میں بہت سے مصنفین نے اپنی تصانیف ان کے نام معنون کیں[۵۹] -

اس علم دوست بادشاہ نے سر زمین شیراز میں ایک بے نظیر کتب خانہ قائم کیا جس میں ان تمام کتابوں کو جمع کیا جو دنیائے اسلام میں اس وقت تک تصنیف ہو چکیں تھیں اس کتب خانہ کا ذکر کرتے ہوئے علامہ لیشاری لکھتے ہیں کہ عضد الدولہ نے شیراز میں بے نظیر اور محیر العقول محل بنوایا جو بہشت کا نمونہ تھا اس محل میں کل ۳۶۰ کمرے تھے اور اسی محل کا کتب خانہ تھا اس کی نگرانی کے لیے ایک سپرنٹنڈنٹ، ایک ناظم کتب خانہ اور انسپکٹر ہوتا تھا ان تمام عہدوں کا انتخاب قابل اعتماد آدمیوں میں سے ہوتا تھا۔ اس زمانے تک روئے زمین پر کوئی ایسی کتاب نہ تھی جو لکھی گئی ہو اور شہزادے نے حاصل نہ کی ہو۔ ان تمام کتابوں کی فہرست تھی جس میں کتابوں کے عنوانات درج تھے لیکن اس کتب خانے سے استفادہ صرف صاحب اثر و رسوخ ہی کر سکتے تھے[۶۰]۔ بادشاہ خود بھی ادب اور کتابوں کے مطالعے کے لیے اپنے اوقات فارغ کرتا اور امرأ کی نسبت ادبا کی مجالس کو پسند کرتا تھا[۶۱]۔

۲۵- حیدری کتب خانہ نجف اشرف قیام ۳۷۲ھ۔

سیدنا علی المرتضیٰ کے مزار اقدس سے متصل ہونے کی وجہ سے حیدری کتب خانہ کہلاتا ہے۔ عضد الدولہ اس کتب خانہ کا زبردست سرپرست تھا یہ کتب خانہ آج بھی عربی اور فارسی کے نادر نسخوں سے مزین ہے۔ ڈاکٹر احمد شبلی نے دسمبر ۱۹۵۰ء میں اس کتب خانہ کو دیکھا ان کے تاثرات حسب ذیل ہیں۔

اب اسے عام کتب خانے کی اہمیت حاصل نہیں بلکہ اس کو دیکھنے کے لیے بھی اس ادارے کے شیخ سے اجازت لینی پڑتی ہے کتابوں کی کوئی باقاعدہ فہرست نہیں ہے اور کتابیں اگرچہ بیش قیمت ہیں لیکن بے ترتیب ہیں یہاں فارسی و عربی کے بڑے ہی نادر بیش قیمت مسودات ہیں۔ ان میں اکثر مصنفین ہی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ کتب خانے کا سب سے قیمتی حصہ وہ ہے جہاں مصحف رکھے ہوئے ہیں وہ نہایت حسین خط میں لکھے ہوئے ہیں علاوہ ازیں اور بھی قابل قدر تصانیف ہیں مثلاً ''المسائل الشیرازیہ، مصنفہ ابو علی الفارسی کا ایک نسخہ ہے جس کی خود مصنف نے تصحیح کی ہے ''معجم الادباء'' کی پہلی جلد ہے جسے مصنف نے لکھا ہے ابوالحیان الاندلسی کی تصنیف ''التقریب'' بھی ہے جو مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے ''نہج البلاغۃ'' کا نسخہ بھی ہے جو حضرت علی سے منسوب کیا جاتا ہے ایک نسخہ ''المتعبر من الحکمۃ، مصنفہ ھبۃ الدین بن علی

محررہ ۵۳۸ھ رکھا ہوا ہے علاوہ ازیں کثیر تعداد میں اور بھی شیعی تصانیف ہیں جن میں خاص طور پر امانت اور وصایت پر زور دیا گیا ہے''۶۲۔

۲۶۔ کتب خانہ محمد بن الحسین بغدادی متوفی ۳۷۳ھ/۹۸۳ء۔

ابو علی محمد بن حسین بن عبداللہ بن یوسف بن شبل بغدادی نے علم و ادب پڑھا اور طبیعت میں فرحت پیدا کرنے والے اشعار کہے ہیں۔ انھوں نے بغداد میں ایک کتب خانہ قائم کیا لیکن حفاظت کے پیش نظر دوسروں کو استفادے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ابن الندیم لکھتے ہیں کہ اس کا ذخیرہ کتب نحو، لغت، ادب اور دیگر قدیم کتابوں پر مشتمل تھا میں نے کتابوں کی اتنی بڑی تعداد اور کبھی نہیں دیکھی ہر چند وہ میل جول سے گریز کرتا تھا لیکن جب مجھ سے مانوس ہو گیا تو اس نے ایک بڑا تھیلا نکالا جس میں قدیم رسائل و قصائد اور پرانی دستاویزات اور تحریریں تھیں اس مواد سے ایسی چیزیں بھی میری نظر سے گزریں جو اسبات پر دلالت کرتی تھیں کہ علم النحوابوالا سود سے مروی ہے۔

۲۷۔ کتب خانہ احمد بن محمد ابوبکر ابن الجراح متوفی ۳۸۱ھ/۹۹۱ء۔

احمد بن محمد الفضل بن جعفر بن ابوبکر ابن الجراح الخزاز بے عدیل ادیب خوش نویس اور قوی الحافظہ فاضل تھے کثیر التصانیف تھے اور ان کے ہاں بہت زیادہ کتابیں تھیں ابوالقاسم التنوخی نے کہا کہ میں نے ابن الجراح سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے پاس دس ہزار کتابیں ہیں۶۴۔

۲۸۔ کتب خانہ صاحب بن عباد متوفی ۳۸۵ھ/۹۹۵ء۔

ابوالقاسم اسماعیل بن عباد بن عباس الطالقانی صاحب بن عباد خاندان بویہ کے حکمران مؤیدالدولہ اور فخرالدولہ کے وزیر تھے۔ علم وفضل اور تدابیر سلطانیہ میں یگانۂ روزگار تھے کئی جلیل القدر کتب کے مصنف ہیں ان میں سے ''المحیط'' کتاب الوزراء وغیرہ مشہور ہیں۔ نہایت علم دوست انسان تھے اور اشاعت علم کے لیے شیراز میں ایک کتب خانہ قائم کیا انھوں نے بے شمار کتابیں جمع کیں حتیٰ کہ ان کو اٹھانے کے لیے چار سو اونٹوں کی ضرورت تھی وہ علماء و ادباء کے ساتھ مل کر بیٹھتے اور کہا کرتے تھے کہ ہم دن کو سلطان ہیں اور رات کو اخوان (بھائی) ہیں۶۵۔ انھیں کتابوں سے اس حد تک محبت تھی کہ جب خراسان کے بادشاہ نوح بن منصور نے انھیں بلایا تو منجملہ دیگر عذروں کے ایک عذریہ بھی تھا کہ میرے پاس اس قدر کتابیں تھیں کہ ان کو اٹھانے کے لیے چار سو اونٹوں کی

ضرورت ہے[۶۶] - ان کے کتب خانے میں ۱۱۲۰۰۰ کتابیں تھیں[۶۷] ابن خلدون لکھتے ہیں کہ ان کے کتب خانے میں اس قدر کتابیں تھیں کہ اس قدر کتابیں کبھی اور جمع نہ ہوئی ہوں گی[۶۸] -

۲۹- کتب خانہ نوح بن منصور متوفی ۳۸۷ھ/۹۹۷ء -

ابوالقاسم نوح بن منصور بن نصر الساسانی جو الرضی کے نام سے مشہور ہیں ماوراء النہر کے امیر تھے - انہوں نے بخارا میں ایک شاندار کتب خانہ قائم کیا - بو علی سینا نے اس کتب خانے کو دیکھا ان کا قول ہے کہ میں سلطان سے اجازت لے کر ان کے کتب خانے میں گیا یہ کتب خانہ کئی کمروں پر مشتمل تھا اور ہر کمرے میں کتابوں کی کئی کئی صندوقیں تھیں جو ایک دوسری کے اوپر رکھی ہوئی تھیں ایک کمرے میں عربی ادب اور نظم کی کتابیں تھیں دوسرے میں فقہ اور اسی طرح ہر کمرے میں علم کی علیحدہ علیحدہ صنف کی کتابیں تھیں میں نے اس کتب خانے کی فہرست دیکھی اور ضرورت کی کتابیں طلب کیں میں نے وہاں ایسی کتابیں بھی دیکھیں جن کا نام بھی اکثر لوگوں نے نہیں سنا ہوگا بلکہ میں نے خود بھی اس سے پہلے اور اس کے بعد ایسی کتابیں نہیں دیکھیں[۶۹] -

۳۰- کتب خانہ شریف الرضی متوفی ۴۰۶ھ/۱۱۱۵ء -

ابوالحسن محمد بن حسین بن موسی الرضی بغدادی نہایت پاک باز ، عالم فاضل اور شاعر تھے ثعلبی کا قول ہے کہ اگر ''میں یہ کہوں کہ وہ قریش کے ایک بہت بڑے آدمی تھے تو یہ صداقت سے بعید نہ ہوگا[۷۰] - دیوان کے علاوہ دیگر کتابوں میں سے الحسن من شعرا المجازات النبویۃ اور مجاز القران شہرت کی حامل ہیں - انہوں نے اپنے دارالعلوم کے ساتھ نہایت عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا جو اپنی ترتیب اور خوش اسلوبی کے باعث مشہور تھا[۷۱] -

۳۱- کتب خانہ سابور متوفی ۴۱۷ھ/۱۰۲۶ء -

ابو نصر سابور بن ارد شیر جس کا لقب بہاؤ الدولہ ہے ۳۸۱ھ میں بغداد کے علاقہ کرخ کے محلہ بین السورین میں ایک کتب خانہ قائم کیا جو ایک دارالعلوم کے ساتھ منسلک تھا اور خزانتہ سابور کے نام سے مشہور تھا - اس کتب خانے میں تمام علوم و آداب پر کتابیں جمع کیں اور دارالفزل کی آمدنی اس کے لیے وقف کی کتب خانے ایک توفیق نامی ایک لڑکی بطور مناول (Attendent) کام کرتی تھی - کتابوں کی تعداد دس ہزار تھی ان کتابوں میں سے سو نسخے مصحف تھے جو بنی

مقلہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے[۷۳] ۔ اس کتب خانے کی خصوصیت نہ تھی کہ اس کا ذخیرہ یا تو بڑے بڑے مصنفین کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا یا پھر بڑے لوگوں سے حاصل کیا گیا تھا ۔ اس کتب خانے میں ابوالعلا معری بیٹھ کر درس و تدریس دیتا تھا اور علما کے ساتھ مباحثے کرتا تھا ۔ چنانچہ اپنے ایک قصیدے میں اس کا ذکر یوں کرتا ہے ۔

وغنت لنا فی دار سابورقنیہ من الورق مطراب الاصائل میھال[۷۴]

۳۲۔ کتب خانہ سلطان محمود غزنوی متوفی ۴۲۱ھ ۱۰۳۰ء ۔

سلطان یمین الدولہ ابو القاسم محمود بن سبکتگین غزنوی نہایت سمجھدار پابند صوم و صلواۃ اور جسم احسان تھے ۔ صاحب علم و عرفان تھے ان کے لیے مختلف علوم و فنون میں کتابیں لکھی گئیں ۔ دور دراز کے ممالک سے علماء ان کے دربار میں چلے آئے وہ علما کی عزت وتکریم کرتے اور ان پر احسان کرتے تھے[۷۵] ۔ اہل کمال کو ہمیشہ دوست رکھتے اور ان کو انعام و اکرام سے مالا مال کرتے تھے تنخواہ کے علاوہ چار لاکھ درہم سالانہ ان میں تقسیم کرتے[۷٦] ۔ البیرونی ، فارابی ، بیہقی ، طوسی ، عنصری اور فردوسی جیسے یگانہ روزگار ان کی دربار کی زینت تھے سلطان دیگر بادشاہوں کے ہاں بھی علماء کو بلوا لیتا تھا ۔ اسی لیے پروفیسر براؤن سلطان محمود کو اغوا کنندہ علماء کے نام سے یاد کرتے ہیں[۷٦] ۔ لیکن یہ نہایت تعجب انگیز بات ہے کہ مورخ فرشتہ اور مورخ اسلام مولانا شبلی نعمانی جیسے محققین نے فردوس کے شاہ نامے اور محمود کے قصے کو صحیح قرار دیا ہے ۔ حالانکہ شاہنامہ اور محمود کی روایت جس قدر مشہور ہے اسی قدر بے اصل اور غلط ہے کیونکہ فردوسی نے شاہنامہ ۳٦۵ ہجری میں لکھنا شروع کیا جبکہ سلطان محمود ۳۸۷ھ میں تخت نشین ہوا ۔ لہٰذا یہ کہنا کہ شاہنامہ ، فردوسی نے محمود کی فرمائش پر لکھنا شروع کیا محض لغو اور بے بنیاد بات ہے ۔ علاوہ ازیں محمود علم کے بارے میں بے حد فیاض اور غیر متعصب تھا اس کے دربار میں ہندو ، عیسائی ، یہودی غرضیکہ ہر ملت کے اہل و کمال موجود تھے ابو ریحان کھلم کھلا شیعہ تھا خود محمود نے فرمان بھیج کر اسے بلایا تھا ۔ در اصل مخضرم شاعر حضرت لبیدؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے واقعے کے خد و خال درست کرکے اور رنگ و روغن کے ساتھ اس تصویر کو فردوسی کے ایوان عزت میں نصب کر دیا[۷۷] ۔

سلطان نے ایک عظیم الشان یونیورسٹی قائم کی جس کے ساتھ ایک بہت بڑا کتب خانہ بھی بنوایا ۔ اس کتب خانے میں نایاب کتابیں دور دراز ممالک سے بڑی جستجو کے بعد لا کر رکھی گئیں اس کتب خانے میں عجائب خانہ تھا جس میں زمانے کی نادر چیزیں موجود تھیں[۷۸] ۔ رے اور اصفہان کی فتح پر صاحب بن عباد اور

نوح بن منصور کے کتب خانوں کی کتابیں بھی اسی کتب خانے میں شامل کی گئیں[۷۹]۔

سلطان محمود نہ صرف خود عالم تھے بلکہ بقول امام مسعود ابن شعبہ بہت بڑے فقیہ بھی تھے اور کثیر التصانیف ہیں ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں سے ایک التفرید ہے جو غزنہ اور اس کے گرد و نواح میں متداول رہی[۸۰]۔ یہ فقہ حنفی کی کتاب ہے۔ اس میں ایک ہزار ساٹھ مسئلے درج ہیں[۸۱]۔

۳۳۔ کتب خانہ مشہد مقدس ۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء

یہ کتب خانہ فرقہ امامیہ کے آٹھویں امام علی رضا کے مزار سے ملحق ہے تاریخ قیام کا صحیح علم نہیں ہوسکا تاہم ابو البرکات علی بن حسین نامی بزرگ نے اپنی کتب بطور وقف دیتے ہوئے تاریخ ۴۲۱ھ درج کی ہے۔ اس کتب خانے میں نہ صرف آئمہ اہل بیت کے لکھے ہوئے قرآن عزیز اور حدیث شریف کے نسخے موجود ہیں بلکہ فلسفہ حکمت اور منطق کے موضوع پر ہزار ہا کتب موجود ہیں۔ اس ذخیرہ کا کیٹلاگ خانہ آستانہ قدس رضوی کے نام سے کئی جلدوں میں ایران سے شائع ہوا ہے۔

۳۴۔ کتب خانہ المغازی متوفی ۴۳۷ھ/۱۰۴۵ء

ابو نصر احمد بن یوسف المنازی داتی میا فارقین و دیار بکر کے وزیر تھے، فاضل اور ادیب تھے انھوں نے بہت زیادہ کتابیں جمع کیں پھر ان کتابوں کو جامع میا فارقین اور جامع آمد میں وقف کر دیا۔ ابن خلکان کے زمانے تک یہ کتابیں دونوں مساجد کے کتب خانوں میں موجود تھیں اور کتب المنازی کے نام سے مشہور تھیں[۸۲]۔

۳۵۔ کتب خانہ الخطیب البغدادی متوفی ۴۶۳ھ/۱۰۷۰ء

حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی متجر عالم اور تقریباً سو کتابوں کے مصنف تھے۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ ”اتنے بڑے مورخ تھے کہ اگر کوئی اور مورخ نہ ہوتا تو بھی یہ کافی تھے“[۸۳] اس سے یہ حقیقت طشت از بام ہوجاتی ہے کہ ان کا شاندار کتب خانہ تھا لیکن جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے اپنی تمام کتابیں عامۃ المسلمین کے لیے وقف کر دیں اور تمام مال علماء و محدثین میں تقسیم کر دیا[۸۴]۔

۳۶۔ کتب خانہ غرس النعمہ متوفی ۴۸۰ھ/۱۰۸۷ء

ابو الحسن محمد بن ہلال بن المحسن بن ابراہیم الصابی بغدادی مورخ اور ادیب تھے خلفاء اور پادشاہان کے ہاں مکرم تھے۔ انھوں نے بغداد میں ایک کتب خانہ

''دار الکتب'' کے نام سے قائم کیا ۔ اولیگا پنٹیو نے ذخیرہ کی تعداد چار سو کتابیں لکھی ہیں اور مزید لکھا ہے کہ اس کتب خانے سے مخصوص طلباء کو استفادے کی اجازت تھی بعد ازاں یہ کتب خانہ فروخت کر دیا گیا[۸۵]۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ذخیرہ کتب چار ہزار کتابوں پر مشتمل تھا اور وقف عام تھا[۸۶]۔

۳۷۔ کتب خانہ ابن سمکویہ اصفہانی متوفی ۴۸۱ھ/۱۰۸۹ء

ابو الفتح محمد بن احمد بن عبداللہ بن سمکویہ اصفہانی مشہور حافظ حدیث ہیں بعد میں انھوں نے ہرات میں سکونت اختیار کی ۔ انھوں نے بہت علم حاصل کیا اور بے شمار کتابیں جمع کیں ۔ آپ نے احکام و مسائل میں تصنیف کردہ کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں ۔ ان کے ہاں حدیث کی کتابیں بہت کثرت سے تھیں وہ کتابوں کو نقل کرکے فروخت بھی کرتے تھے[۸۷]۔

۳۸۔ کتب خانہ مدرسہ نظام الملک طوسی متوفی ۴۸۵ھ/۱۰۹۱ء

ابوالحسن علی بن اسحاق نظام الملک طوسی سلجوقی حکمران الپ ارسلان کا عالی ہمت وزیر تھا ۔ علوم عقلیہ کے شرخیل تھے منطق اور ریاضیات کے بہت بڑے عالم تھے اور علماء کے سرپرست تھے ۔ ابن عقیل کا قول ہے کہ ''کانت ایامہ دولۃ اھل العلم''۔ ابن سمعانی کے مطابق نظام الملک قبلہ بزرگی (کعبۃ المجد) اور منبع جود و سخا تھے ۔ ان کی مجلس قرأ اور فقہا سے معمور رہتی تھی انھوں نے کئی شہروں میں مدارس قائم کیے اور اس طرح علم کے لیے رغبت پیدا کی[۸۸]۔ لیکن ان میں سے دو مدارس مدرسہ نظامیہ بغداد اور مدرسہ نظامیہ نیشا پور بہت مشہور ہیں ۔ زیر بحث کتب خانہ مدرسہ بغداد کا کتب خانہ ہے جو کثیر اور نادر کتابوں کے باعث بہت مشہور تھا خواجہ صاحب کو جو نادر کتب بطور تحفہ ملا کرتی تھیں وہ انھیں کتب خانوں میں داخل کر دیتے تھے اس کتب خانے میں ۵۸۸ھ میں گرانقدر اضافہ ہوا کیونکہ عبدالسلام بن محمد بن یوسف بن نبدار نے بہت سی نادر کتابیں خواجہ کو دیں ۔ ان کتب میں سے چار کتابیں ایسی تھیں جو نظام الملک کے علاوہ اور کسی کے پاس نہیں تھیں ایک غریب الحدیث مصنفہ ابراہیم الغربی جو دس جلدوں پر مشتمل تھی جسے ابو عمر ابن حیویہ نے لکھا تھا[۸۹]۔ ابو زکریا تبریزی اور یعقوب بن سلمان اس کتب خانے کے مہتمم رہے ۔

۳۹۔ کتب خانہ مدرسہ نظامیہ نیشاپور نظام الملک طوسی متوفی ۴۸۵ھ/۱۰۶۱ء

نظام الملک طوسی نے نیشا پور میں ایک عظیم الشان رصد گاہ قائم کی اور اس کے

ساتھ ایک مدرسہ اور ایک بہت بڑا کتب خانہ بھی قائم کیا اس کتب خانے کو بغداد ، شام اور جزیرہ سے کتابیں منگا کر علم کا مخزن بنا دیا اس کتب خانے میں کتابوں کی تعداد چار لاکھ تھی۹۰۔

۴۰۔ کتب خانہ ابن سوار متوفی ۴۹۶ھ/۱۱۰۱ء

ابو طاہر احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن سوار بغدادی محقق اور ثقہ علماء قرات میں سے تھے ان کی کتاب المستنیر بہت مشہور ہے ۔ ابن سوار نے ایک کتب خانہ بصرہ میں اور دوسرا ہرمز میں قائم کیا ۔ راما ہرمز ایک بڑا قصبہ ہے جس کے بازار عمدہ ہیں اور بازاروں کے نزدیک عضد الدولہ کی بنوائی خوبصورت مسجد ہے اور مسجد کے نزدیک ابن سوار کا قائم کردہ دارالکتب ہے۸۱۔

بصرہ کا کتب خانہ راما ہرمز کے کتب خانے سے بڑا تھا یہاں کام بھی زیادہ ہوا کرتا تھا حارث بصری کا بیان ہے کہ ”جب میں وطن واپس آیا تو میں نے ایک کتب خانے میں ایک شخص کو دیکھا جس کی داڑھی بھری ہوئی تھی اور بظاہر خستہ حال تھا وہ جب آ کر بیٹھا تو کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی لیکن جب اس نے گفتگو شروع کی تو بہت سے لوگ اس کی عالمانہ گفتگو سے مسحور ہو کر کھچ آئے اور اس کے گرد جمع ہوگئے۹۲۔

۴۱۔ کتب خانہ ابو الحسن علی بن طاہر السلمی نحوی متوفی ۵۰۰ھ/۱۱۰۶

آپ بہت بڑے عالم تھے ۔ انھوں نے جامع دمشق میں ایک علمی انجمن قائم کی اور اسی علمی جماعت کے لیے ایک وقف عام کتب خانہ قائم کیا۹۳

۴۲۔ کتب خانہ ابراہیم بن زمان متوفی ۵۰۰ھ/۱۱۰۶ء

ان کے کتب خانے کی تفصیل نہیں مل سکتی تاہم ان کے کتب خانے میں کئی کئی کاتب ہمہ وقت کتابوں کی نقول تیار کرنے میں مصروف رہتے تھے ان نساخ میں ایک شخص محمد بن سعید بن ہشام تھا جسے عرف عام میں ابن ملساقہ کہا کرتے تھے۹۴۔

۴۳۔ کتب خانہ بنو عمار متوفی ۵۰۰ھ/۱۱۰۶ء

شام کے حکمران خاندان بنو عمار نے طرابلس کے مقام پر ایک شاندار کتب خانے قائم کیا ۔ یہ کتب خانہ پہلی صلیبی جنگ میں فرنکس (Franks) کے ہاتھوں تباہ ہوا۹۵۔ اس کتب خانے کی وسعت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ بنی عمار نے ماہر ملازم اور تاجر رکھے ہوئے تھے جن کا کام صرف یہ تھا کہ وہ غیر ممالک سے

کتابیں جمع کر لائیں[96]۔ علاوہ ازیں اس شاندار کتب خانے میں ایک سو اسی کاتب مسودات کی نقل پر مامور تھے ان میں سے تیس آدمی ہر وقت کام میں مصروف رہتے تھے[97]۔

۴۴۔ کتب خانہ حریری متوفی ۵۱۶ھ/۱۱۲۲ء

قاسم بن علی بن محمد بن عثمان الحریری صاحب مقالات حریری نے ایک کتب خانہ قائم کیا جس کے دروازے تمام قارئین کے لیے کھلے تھے یہ کتب خانہ ۴۸۳ھ/ ۱۰۹۰ء میں (   ) کے پہلے حملے میں جلا کر راکھ کر دیا گیا[98]۔

۴۵۔ کتب خانہ امام غازی اصفہانی متوفی ۵۳۲ھ/۱۱۳۹ء

ابو نصر احمد بن عمر بن عبداللہ غازی کے لقب سے مشہور تھے۔ نامور حافظ حدیث ہیں ۔ آپ نے بہت کچھ لکھا اور بہت کتابیں جمع کیں[99]۔

۴۶۔ کتب خانہ ابن الاعرابی متوفی ۵۴۳ھ/۱۱۴۸ء

ابوبکر محمد بن عبداللہ مشہور محدث ومفسر ہیں صاحب تصانیف ہیں طرطوشی اور غزالیؒ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ امام مالک کی مشہور زمانہ کتاب ''موطا'' کی شرح بھی لکھی۔ ان کے کتب خانے میں فن لغت پر خاصا ذخیرہ تھا ۔ ان کی کتابوں سے محبت کا واقعہ مشہور ہے احمد بن عمران کہتے ہیں کہ میں احمد بن محمد بن شجاع کی مجلس میں موجود تھا انھوں نے اپنے خادم کو بھیجا کہ ابن الاعرابی کو بلا لائے خادم نے واپس آ کر کہا کہ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ میرے پاس کچھ عرب آئے ہوئے ہیں ان سے فارغ ہو کر حاضر ہوں گا ۔ حالانکہ میں نے خود دیکھا کہ وہ اکیلے بیٹھے ہیں اور کتابوں کا ایک انبار سامنے لگا ہوا ہے کبھی اس کتاب کو دیکھتے ہیں اور کبھی اس کتاب کو اٹھا لیتے ہیں ۔ کچھ دیر کے بعد ابن الاعرابی آئے تو یہ شعر پڑھے :

لنا حلباء ما نمل حدیثهم　　　الباء مامونون غیبا و شهدا
یغید و ننا من علمهم علم ما مفی　　　و عقلا و تادیبا ورایا سدوا[100]

۴۷۔ کتب خانہ ابو الفوارس متوفی ۵۴۷ھ/۱۱۵۲ء

عضد الدین ہبۃ اللہ بن سعد بن طاہر ابو الفوارس قلعہ شیزر (حماۃ شام) کے خاندان رؤسا سے تھے یاقوت انھیں ۶۱۲ھ میں قاہرہ میں ملا ۔ بقول قوت شیخ ظریف الطبع ، بلند اخلاق ، سخی اور بہت کتابیں جمع کرنے والا تھا ۔ یاقوت سے اس نے بہت کتابیں خریدیں اور کہا کہ ''میرے پاس اتنی کتابیں ہیں کہ ان کی صحیح تعداد کا خود مجھے بھی علم نہیں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں نے تنگی معاش کے باعث چار

ہزار کتابیں فروخت کیں تھیں لیکن اس کے باوجود میرے ذخیرے میں فرق نہیں آیا[۱۰۱]۔

۴۸۔ کتب خانہ ابن خشاب متوفی ۵۶۷ھ/۱۱۷۱ء

عبداللہ بن احمد المعروف ابن خشاب نہ صرف علم النجوم میں کامل دسترس رکھتے تھے بلکہ علم تفسیر و حدیث ، منطق اور فلسفہ کے بھی ماہر تھے ۔ اور ان تمام اصناف پر کتابیں جمع کرنے کے بے حد شائق تھے ایک دن عجیب اتفاق ہوا بازار گئے کتاب پسند آگئی اور قیمت پانچ سو دینار مقرر ہوئی لیکن جیب خالی تھی ادائیگی کے لیے تین دن کی مہلت لی پھر گھر پانچ سو بیس دینار میں فروخت کیا اور تیسرے دن اس کی ادائیگی کر دی اور بیس دینار جیب میں رہے[۱۰۲]۔

۴۹۔ کتب خانہ مسجد زیدی ۵۷۵ھ/۱۱۷۹ء

اس کتب خانے کے بانی علی بن احمد بن محمد بن عمر بن الحسن بن ہبۃ ابن الحسن بن علی یحیی ابن احمد بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب ابوالحسن الزیدی ہیں ۔ جب عضد الدین محمد نے المستفی بامر اللہ کے دربار میں دوبارہ قلمدان وزارت سنبھالا تو خلیفہ کو درخواست گزاری کہ اسے اجازت دی جائے وہ ابو الحسن علی بن احمد الزیدی کو ایک ہزار درہم بھیجے کیونکہ اس نے ایسا کرنے کے لیے منت مانی تھی اس لیے اس درخواست کو خلیفہ نے نہ صرف منظور کیا بلکہ ایک ہزار درہم اپنی طرف سے بھی بھیجے جس سے الزیدی نے ایک مسجد بنوائی اور اس کے ساتھ کتب خانہ قائم کیا ۔ بعد ازاں جب ابوالخطاب العلیمی متوفی ۵۷۴ھ ابو الخیر صبع العشی متوفی ۵۸۴ھ اور یاقوت حمدی متوفی ۶۲۲ھ کے کتب خانوں کے دفاتر بھی مسجد زیدی کے کتب خانے میں شامل ہونے تو اس نے ایک شاندار کتب خانے کی شکل اختیار کر لی[۱۰۳]۔

۵۰۔ کتب خانہ ابو سعید البندھی متوفی ۵۸۴ھ/۱۱۸۸ء

ابو سعید لغوی فاضل ، ادیب اور عالم دین تھے صلاح الدین ایوبی کی توجہ سے بہت سامان جمع کیا ۔ انہیں کتابیں جمع کرنے کا بڑا شوق تھا یاقوت کے بقول ان کے برابر کسی نے کتابیں جمع نہیں کی ہوں گی لیکن انھوں نے اپنی تمام جمع کردہ کتب سیساط کی خانقاہ میں وقف کر دیں[۱۰۴]۔

۵۱۔ کتب خانہ ابن المطران متوفی ۵۸۷ھ/۱۱۹۰ء

حکیم موفق الدین ابونصر اسعد بن ابی الفتح بن الیاس بن جرجس المطران سلطان صلاح الدین ایوبی کے صاحبزادے الملک الناصر کے طبیب تھے ۔ پہلے نصرانی تھے بعد مسلمان ہوئے ۔ ابن اصیبعۃ کا قول ہے کہ ابن المطران بڑے با مروت، کریم النفس

اور اپنے تلامذہ کو کثرت سے کتابیں عطا کرنے والے تھے کتابیں جمع کرنے میں نہایت عالی ہمت تھے - جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے کتب خانے میں طب اور دیگر مضامین پر دس ہزار سے زائد کتب تھیں اور اس کے کتب خانے میں تین نساخ ہمیشہ کتابیں نقل کرنے میں مصروف رہتے تھے[۱۰۵]۔

۵۲- کتب خانہ مدرسہ فاضلیہ قاضی فاضل متوفی ۵۹۶ھ/۱۲۰۰ء

ابو علی عبدالرحیم بن قاضی بہاؤ الدین غی بن محمد عسقلانی مصری سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے مشہور اور نامور وزیر تھے - سلطان ان کے متعلق اپنے سپہ سالاروں سے فرمایا کرتے تھے کہ ''یہ مت سمجھو کہ میں تمہاری تلواروں کی بدولت ملکوں پر حکمرانی کرتا ہوں بلکہ میں قاضی فاضل کے قلم کی بدولت حکومت کرتا ہوں[۱۰۶]۔

قاضی فاضل نے ۵۸۰ھ میں ایک مدرسہ قائم کیا اور اس مدرسے کے ساتھ ایک کتب خانہ بھی قائم کیا - اس کتب خانے میں خزائن القصور اور دارالعلم جیسے شہرہ آفاق کتب خانوں کی وہ کتابیں بھی داخل کی گئیں جو صلاح الدین ایوبی نے اپنے وزیر موصوف کو دیں - اس کتب خانے میں ایک لاکھ کتابیں تھیں -[۱۰۷] اس کتب خانے میں کئی کئی کاتب ہر وقت کتابوں کی نقل تیار کرنے میں مصروف رہتے تھے -[۱۰۸]

ہر چند کہ طلباء کو استفادے کی اجازت تھی لیکن حفاظت کے خیال سے کتابوں کو باہر لے جانے پر پابندی تھی - ابن صورۃ الکتبی کی روایت ہے کہ قاضی فاضل کے چھوٹے بیٹے کو دیوان الحماسہ کی ضرورت تھی اور انھیں کتاب مطلوبہ لانے کے لیے کہا گیا - جب الکبتی، قاضی فاضل کے پاس آیا تو انھوں نے کتاب الحماسہ کے پینتیس نسخے کتب خانے سے منگوائے لیکن ہر نسخے میں کوئی نہ کوئی خصوصیت تھی - چنانچہ اسے نوجوان سمجھ کر اس کے لیے ایک نیا نسخہ بازار سے خریدا گیا -[۱۰۹]

عبدالطیف کا بیان ہے کہ ''قاضی فاضل نے ہر فن کی کتب ہر جگہ سے اکٹھی کیں - اس کے کاتب ہمیشہ کتابوں کی نقلیں تیار کرنے اور جلد بندی کرنے میں مشغول رہتے - کتب خانے کے ایک ملازم نے مجھے بتایا کہ ذخیرہ کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے'' -[۱۱۰]

۵۳- کتب خانہ حافظ عبد الغنی مقدسی متوفی ۶۰۰ھ/۱۱۰۳ء

ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی تقی الدین کے لقب سے مشہور تھے - آپ بہت بڑے حافظ حدیث تھے اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں - دولت علم سے

آپ کو وافر حصہ ملا اور ہزاروں مفید اور نادر کتابیں آپ کے کتب خانے میں جمع تھیں ۔

۵۴۔ کتب خانہ ابن حمدون متوفی ۶۰۸ھ/۱۲۱۱ء

الحسن بن محمد بن الحسن بن محمد بن حمدون صاحب دیوان ہیں ۔ یاقوت حمدی کی ملاقات پر ابن حمدون نے بتایا کہ ہم آل سیف الدولہ بن حمدان بن حمدون قبلہ بنی ثعلب میں سے ہیں ۔ ہم لوگ کتابوں سے پیار کرنے اور ان کو جمع کرنے والے ہیں ۔ بلکہ کتابوں کے حصول و خرید کے سلسلے میں حد سے تجاوز کرنے والے ہیں ۔ اس لیے ہمارے ہاں اتنا بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا جو اور کہیں نہیں ہوگا ۔ لیکن زمانے نے کروٹ لی اور ہم افلاس کی لپیٹ میں آ گئے ۔[111]

ابن حمدون شفاخانہ عضدی کا ناظر تھا ۔ جب عہدے سے معزول ہو گیا اور افلاس کا شکار ہوا تو کتابیں بیچ بیچ کر گزر اوقات کرنے لگا ۔ یاقوت ہی کا بیان ہے کہ جب کتابیں بیچنے لگا تو اس کی آنکھیں اس طرح اشکبار تھیں گویا کہ وہ اپنے اعزہ اور مخلص احباب کو رنج کے ساتھ جدا کر رہا ہے اور حسرت کے ساتھ یہ بھی کہتا تھا کہ یہ میری عمر کے پچاس سالوں کا ثمر تھا جو میں نے کتابوں کے اکٹھا کرنے میں صرف کیے ۔ اب اگر دولت مل بھی جائے اور زندگی بھی وفا کرے تو بھی ان کے دوبارہ جمع کرنے میں کچھ حاصل نہ ہوگا بجز اس فراق کے جس کے بعد ملنے کی امید نہیں ۔[112]

۵۵۔ کتب خانہ امیر الافضل متوفی ۶۱۲ھ/۱۱۱۵ء

علی بن یوسف صلاح الدین بن ایوب امیرالافضل مصر کے والی تھے۔ بقول ابن اثیر ان میں زمانے بھر کے محاسن تھے ۔ خیر و برکت والا ، عادل ، فاضل ، حلیم اور صاحب جود و سخا تھے اور بہت اچھے خوش نویس تھے۔[113] ان کا ایک شاندار کتب خانہ تھا جب افراہیم بن الزمان طیب نے کسی عراقی شخص کے ہاتھ چار ہزار کتابیں فروخت کیں تو امیر کو پتہ چلا تو انھوں نے چار ہزار کتابوں کی قیمت افراہیم کو ادا کر دی اور تمام کتابیں اپنے کتب خانے میں داخل کیں ۔[114]

۵۶۔ کتب خانہ بن یوسف متوفی ۶۳۳ھ/۱۲۳۵ء

ابوالتعبا خالد بن یوسف بن سعد بن حسن نابلسی ثم الدمشقی زین الدین کے لقب سے مشہور تھے ۔ نامور حافظ حدیث اور جلیل القدر محدث تھے ۔ تحصیل علم کے لیے آپ نے دور دراز کا سفر کیا اور علمی جواہر پاروں کو قلمبند کیا اور نفیس اور بہترین کتابیں جمع کیں ۔

۵۷- کتب خانہ مدرسہ مستنصریہ المستنصر باللہ عباسی

متوفی ۶۴۰ھ/۱۲۴۸ء

ابو جعفر منصور بن محمد القلب بر مستنصر باللہ عباسی کثیرالفضائل تھے - علوم عربیہ نظم و نثر خوب جانتے تھے - علاوہ ازیں انھوں نے علم تاریخ اور موسیقی کو خوب آگے بڑھایا - منصور نے ایک بہت بڑا مدرسہ قائم کیا جس کی عمارت کی تعمیر ۶۲۵ھ میں شروع ہوئی اور ۶۳۱ھ میں مکمل ہوئی - اس کی تعمیر پر ستر ہزار ثقال سے کچھ زیادہ لاگت آئی اور جب یہ عمارت پایہ تکمیل کو پہنچی تو ایک سو ساٹھ گاڑیاں کتابوں کی بھر لائی گئیں جس میں عمدہ نفیس اور بیش قیمت و نایاب کتابیں شامل تھیں -۱۱۵

جب کتب خانہ قائم ہو گیا تو خلیفہ کے ذاتی کتب خانے کے مہتمم ضیاء الدین اور شیخ عبدالعزیز بن دلف کو کتابیں جمع کرنے اور الماریوں میں ترتیب کے ساتھ رکھنے اور ان کی مضمون وار فہرست تیار کرنے کا حکم دیا -۱۱۶

۵۸- کتب خانہ النعفطی متوفی ۶۴۶ھ/۱۲۴۸ء

علی بن یوسف بن ابراہیم الشیبانی النعفطی ابوالحسن جمال الدین العزیز کے وزیر تھے - حلب کے رہنے والے تھے اور صاحب تصانیف تھے - ان کی تصانیف میں سے اخبارالعلماء ، اخبارالحکماء، ابناہ الرواۃ علی ابنا النحاۃ اور الدر الثمین فی اخبارالمنصفین اور تاریخ یمن مشہور ہیں -

ان کے کتب خانے میں پچاس ہزار دینار کی مالیت کی کتابیں تھیں - انھیں کتابوں کے سوا دنیا کی کسی چیز سے غرض نہ تھی یہاں تک کہ گھر تھا نہ زوجہ تھی -۱۱۸ بقول یاقوت "وہ کتابیں جمع کرنے میں بے حد حریص تھے - ہر چند کہ میرا شغل بھی کتابوں کی خرید و فروخت ہے لیکن میں نے ان سے زیادہ کتابوں کا حاصل کرنے والا نہیں دیکھا اور یہ بھی ہے کہ جو کچھ وہ حاصل کر سکتا تھا دوسرا اس پر قادر نہ تھا -۱۱۸ اور اس کے علم کا یہ حال تھا کہ اس کے پاس علماء استفادے کے لیے آتے - نحو، فقہ ، لغت، حدیث، علم القرآن، اصول، منطق، ریاضی، نجوم، ہندسہ ، تاریخ اور جرح و تقدیل غرضیکہ جملہ علوم میں میں نے اس سے بڑھ کر عالم کسی کو نہ پایا -۱۱۹

۵۹- کتب خانہ ابن الفضال متوفی ۶۴۸ھ/۱۲۵۰ء

امین الدولہ ابوالحسن بن الغزال بن ابی سعید بہرام شاہ بن عزالدین سلجوقی کے وزیر تھے - کتابیں جمع کرنے کے شوقین تھے - انھوں نے تمام علوم پر بہت سی کتابیں

جمع کیں ۔ ان کے کتب خانے میں کاتب ہمیشہ کتابوں کے نقل کرنے میں مصروف رہتے تھے ۔ حتیٰ کہ انھوں نے تاریخ دمشق جو اسی ۸۰ جلدوں میں تھی اسے دس کاتبوں سے دو سالوں میں لکھوایا ۔[۱۲۰]

۶۰۔ کتب خانہ ابن علقمی متوفی ۶۵۶ھ/۱۲۵۷ء

محمد بن احمد یا محمد بن علی ابو طالب موید الدین الاسدی المعروف ابن العلقمی المعتصم باللہ عباسی کا وزیر تھا ۔ شیعہ فضلا میں سے تھے ۔ انھیں ادب اور ادباء سے لگاؤ تھا ۔ ان کا ایک شاندار کتب خانہ تھا جس میں دس ہزار نفیس کتابیں تھیں ۔[۱۲۱]

ان کے صاحبزادے ابوالقاسم علی کہتے ہیں کہ ان کے والد کے کتب خانے میں دس ہزار جلدیں تھیں ۔ فن لغت کے امام علامہ صاغانی نے العباب اور ابن ابی الحدید نے ۲۰ جلدوں میں شرح نحج البلاغہ ان کے لیے تصنیف کیں ۔[۱۲۲]

۶۱۔ کتب خانہ ملک الناصر متوفی ۶۵۶ھ/۱۲۵۷ء

داؤد بن الملک المعظم عیسیٰ بن محمد بن ایوب الملک الناصر صلاح الدین سلطان صلاح الدین ایوبی کے صاحبزادے تھے ۔ والی کرک تھے، بہت بڑے ادیب اور شاعر تھے ۔ دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پرورش پائی اور اپنے والد کی وفات پر ۶۲۶ھ میں دمشق کے بادشاہ بنے ۔ وہ ادیب اور شعراء نواز تھے، وہ نفیس کتابوں کو حاصل کرنے کی بہت کوشش کرتے تھے ۔[۱۲۳]

۶۱۔ کتب خانہ المدرسۃ الظاہریہ ۶۶۰ھ/۱۲۶۱ء

اس تعلیمی درس گاہ کا قیام سلطان ظاہر بیبرس بند قداری کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ۔ اس کی تعمیر ۶۶۰ھ میں شروع ہوئی اور ۶۶۲ھ میں تکمیل ہوئی ۔ اس مدرسے میں تمام مسالک کے جید علماء درس و تدریس پر مامور تھے ۔ اس درسگاہ کے ساتھ ایک کتب خانہ بھی قائم کیا گیا جس میں علوم و فنون کی بنیادی اور ضروری کتابیں جمع کی گئیں تھیں ۔[۱۲۴]

۶۳۔ کتب خانہ الطاؤس علوی متوفی ۶۶۴ھ/۱۲۶۵ء

علی بن موسی الطاؤس علوی مشاہیر علمائے شیعہ میں سے تھے ۔ انھوں نے ایک کتب خانہ قائم کیا جو نفیس کتابوں پر مشتمل تھا ۔ اپنی وفات پر اپنی اولاد کو یہ ذخیرہ وقف کیا ۔[۱۲۵]

۶۴۔ کتب خانہ ابن نقطہ بغدادی متوفی ۶۶۹ھ/۱۲۷۰ء

ابوبکر محمد بن عبدالغنی بن ابوبکر بن شجاع بن نقطہ بغدادی معین‌الدین کے لقب سے مشہور تھے ۔ آپ نامور حافظ حدیث تھے اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں ۔

چنانچہ بہت سی کتابیں اپنے ہاتھ سے نقل کیں اور کچھ بنیادی اور اہم کتابیں قیمتاً خریدیں اور اس طرح ان کے ہاں کتابوں کا کافی ذخیرہ جمع ہو گیا ۔

۶۵۔ کتب خانہ امام ابن صابونی محمودی متوفی ۵۶۸۰ھ/۱۱۸۱ء

ابو حامد بن علی بن محمود بن حامد بہت بڑے حافظ حدیث اور بلند پایہ محدث تھے ۔ بہت سا ذخیرہ علم قلمبند کیا اور اپنے کتب خانے کے لیے قیمتی کتابیں فراہم کیں ۔۱۲۹

۶۶۔ کتب خانہ المقری متوفی ۶۹۴ھ/۱۲۹۵ء

قطب الدین بن عبدالکریم بن عبدالغفور حلبی ثم مصری نامور حافظ حدیث تھے ۔ تحصیل علم کے لیے سفر کی صعوبتیں برداشت کیں ۔ بہت سی کتابیں اپنے ہاتھ سے نقل کیں اور بہت سی خرید کر اپنے کتب خانے کی زینت بنائیں ۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں ۔۱۳۰

۶۷۔ کتب خانہ ابوالحسن علی بن شیخ فقیہہ شہید متوفی ۷۰۱ھ

علامہ الذہی کے استاد تھے ، بعلبک کے رہنے والے تھے ۔ آپ نے تحصیل علم کے لیے مختلف شہروں کا سفر کیا ۔ بہت سی علمی کتابیں اور اجزاء جمع کیے ۔۱۳۱

۶۸۔ کتب خانہ اسماعیل بن ابراہیم الضاری متوفی ۷۰۳ھ/۱۳۰۳ء

نجم الدین اسماعیل بن ابراہیم الضاری بہت بڑے محدث تھے ۔ آپ نے اپنی ساری عمر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے میں صرف کر دی اور ہر آنے والے سے علم حاصل کیا ۔ قیمتی کتابیں خرید کر اپنے کتب خانے میں اضافہ کیا ۔۱۳۲

۶۹۔ کتب خانہ امام ابوالحسن علی بن مسعود بن نفیس موصلی متوفی ۷۰۴ھ

آپ علامہ ذہبی کے استاد اور نامور محدث تھے ۔ آپ کو کتابیں جمع کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ بھوکا رہنا پسند کرتے تھے لیکن کتاب خریدنے کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کا ایک وسیع کتب خانہ قائم ہو گیا ۔۱۳۳

۷۰۔ کتب خانہ داؤد بن یوسف الحد ترکمانی متوفی ۷۱۱ھ/۱۳۱۱ء

داؤد بن یوسف بن عمر بن علی بن رسول والی یمن تھے ۔ وہ بہادر، سخی، ادیب اور علم پرور انسان تھے ۔ انھوں نے اپنی پوری سلطنت سے نفیس کتابیں جمع کیں ۔ حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ ان کے کتب خانے میں ایک لاکھ کتب تھیں ۔۱۳۴

۷۱۔ کتب خانہ خراسانی جوینی متوفی ۷۱۱ھ/۱۳۱۱ء

صدر الدین ابراہیم بن محمد بن موئد خراسانی جوینی اپنے وقت کے امام اور محدث تھے ۔ آپ کو علم حدیث پڑھنے اور کتابیں خریدنے کا بڑا شوق تھا ۔[۱۳۵]

۷۲۔ کتب خانہ ابن فوطی شیبانی متوفی ۷۲۳ھ/۱۳۲۳ء

ابوالفضائل عبدالرزاق بن احمد بن محمد عراقی تھے ۔ خواجہ نصیر الدین طوسی کے شاگرد تھے ۔ بڑے ذکی، خوشنویس اور فضائل کثر کے حامل تھے ۔ آپ نے ہر طرف سے علمی کتابیں جمع کیں ۔ دس سال سے زیادہ عرصہ تک رصدگاہ سے تعلق رکھنے والی کتابیں جمع کرنے میں مصروف رہے اور نفیس ترین کتابیں حاصل کرنے میں کامیاب رہے ۔ اس کے علاوہ فن تاریخ پر اتنی کتابیں فراہم کیں کہ اس سے زیادہ جمع کرنا انسانی قدرت سے باہر ہے ۔ جب بغداد میں سکونت اختیار کی تو کتب خانہ مستنصریہ کے ناظم مقرر ہوئے اور تمام عمر اسی عہدہ پر سرفراز رہے مراغہ کے بغداد کے، ان دونوں کتب خانوں سے زیادہ کتابیں دنیا کے کسی اور کتب خانے میں موجود نہیں تھیں ۔ ان کتب خانوں سے آپ نے بھرپور استفادہ کیا اور مفید کتابیں مرتب کیں ۔[۱۳۶]

۷۳۔ کتب خانہ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن داؤد عطار دمشقی متوفی ۷۲۴ھ

آپ شافعی المسلک تھے امام الذہبی کے اساتذہ میں سے تھے ۔ بہت سے مسودات اور قیمتی کتابیں آپ کے کتب خانے کی زینت تھیں ۔[۱۳۷]

۷۴۔ کتب خانہ ابو الفداء متوفی ۷۳۲ھ/۱۳۳۱ء

ملک الموئد عماد الدین اسماعیل بن علی بن محمود ابو الفداء حماۃ کے والی تھے ۔ صاحب کردار تھے اور جغرافیہ، تاریخ ، ادب، علم ہیئت ، طب اور فلسفہ کے ماہر تھے ۔ ان کے کتب خانے میں مختلف علوم و فنون پر کئی نفیس کتابیں موجود تھیں اور ان کے پاس تقریباً دو سو علماء، فقہاء، ادباء اور کاتب ملازم تھے ۔ تمام علوم و فنون کی بحثوں میں قابل قدر حصہ لیتے اور اہل علم کو محبوب رکھتے اور ان کو اپنا مقرب بناتے تھے ۔[۱۳۸]

۷۵۔ کتب خانہ قاسم متوفی ۷۳۹ھ/۱۳۳۸ء

ابو محمد قاسم بن محمد بن یوسف بن حافظ ذکی الدین برزالی فصاحت و بلاغت میں شہرہ آفاق عالم تھے ۔ آپ کے پاس بنیادی اور اہم کتابوں کا وسیع ذخیرہ موجود تھا ۔[۱۳۹]

۷۶۔ کتب خانہ محمد بن محمد بن حسن بن نباتہ مصری متوفی ۷۵۰ھ/۱۳۴۹ء

آپ بہت نامور محدث اور عالم تھے۔ علامہ الذہبی کے اساتذہ میں سے ہیں، آپ نے بہت سی کتابیں اپنے ہاتھ سے نقل کیں اور کچھ کتابیں قیمتاً خرید کر اپنے کتب

خانے کا ذخیرہ بڑھایا ۔

۷۷۔ کتب خانہ ابو المفاخر متوفی ۷۵۶ھ/۱۳۵۵ء

داؤد بن عیسی بن محمد بن ایوب الملک الناصر ، صلاح الدین ، ابو المفاخر ابن الملک المعظم عیسی بن الملک العادل الکبیر بن ایوب والی کرک تھے ۔ نفیس کتابوں کو جمع کرنے والے تھے ۔[140] اور ادباء ، شعراء نواز تھے ۔[141]

۷۸۔ کتب خانہ صلاح الدین ابو سعید خلیل بن کیکلدی علائی متوفی ۷۶۱ھ/۱۳۵۹ء

آپ علامہ الذہبی کے اساتذہ میں سے ہیں ۔ بہت بڑے عالم تھے، آپ نے بہت سی کتابیں جمع کیں ۔[142]

یہ عہد عباسیہ کے وہ کتب خانے تھے جو انھی کتابوں کی کثرت ، نظم و نسق کی عمدگی یا بانیوں کے عظیم المرتبت ہونے کے باعث تاریخ کے صفحات میں محفوظ رہے ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس علمی عروج کے دور میں اس قدر کتب خانے تھے کہ ان کا شمار مشکل ہے ۔ لیکن یہ تمام کتب خانے ماسوائے کتب خانہ جامعہ ازہر اور کتب خانہ حیدری کے ناپید ہو چکے ہیں ۔ حوادث زماں کہیے کہ ان کتب خانوں کی کتابوں کی سیاہی سے کبھی دجلہ کا پانی سیاہ ہو کر بہا اور کبھی سر زمین مصر میں "طلال الکتب" کی صورت اختیار کر لی ۔ غرضیکہ بیشمار کتابیں ضائع ہو گئیں ۔ لیکن اس کے باوجود یورپ کے کتب خانوں میں محفوظ کتب آج بھی مسلمانوں کے اس شاندار علمی ورثے اور علمی مقام کی نشاندہی کرتی ہیں ۔ شاعر مشرق نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا :

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

اس کے باوجود بحمد اللہ اسلاف کی لکھی ہوئی کتابوں سے آج بھی ہمارے کتب خانوں کی رونق ہے ۔ لیکن اگر کمی ہے تو اس جذبے کی ہے جو ہمارے اسلاف میں تھا اور ہم میں مفقود ہے ۔ وہ کتابیں لکھ لکھ کر کتب خانے تیار کرتے اور ان سے نہ صرف خود بھرپور استفادہ کرتے تھے بلکہ استفادہ عام کے لیے کتب خانہ وقف کر دیتے تھے ۔ ایک ہم ہیں کہ اسلاف کی کتابوں کو محض نمائش کے طور پر الماریوں میں سجا رکھا ہے اور دیمک کو رزق فراہم کرنے کی ٹھان لی ہے اور جو کتب خانے آباد ہیں ان کو ویران کرنے کے درپے ہیں ۔ آخر میں دعا ہے کہ پروردگار عالم ہمیں عقل سلیم دے کہ کتابوں میں محفوظ علم سے فائدہ اٹھائیں ۔

حوالہ جات

۱- القاضی ابی القاسم صاعد بن احمد الاندلسی ، طبقات امم ، مصر ، مطبعة السعادة - دون تاریخ ، ص ۵۷ -
۲- عبدالرزاق ملیح آبادی مقدمہ العلم و العلما مصنفہ علامہ عبدالبر اندلسی - لاہور ، ادارہ اسلامیات ، ۱۹۷۱ء ، ص ۲۴ -
۳- علامہ عبدالرحمن ابن محمد بن خلدون - مقدمہ ابن خلدون - بیروت ، موسسة الاعلمی للمطبوعات ، دون تاریخ ، ص ۳۲۱ ، ۳۲۴ -
۴- القاضی ابی القاسم صاعد بن احمد الأندلسی کالسابق ، ص ۷۷ -
۵- محمود الهجرسی - محمد بن عبدالملک الزیات صاحب التنور - المصر ، الموسسة المصریة العامہ ، دون تاریخ ، ص ۴ -
۶- ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی - تاریخ البغداد - بیروت ، دارالکتب العربی ، دون تاریخ ، المجند الاول ، ص ۵۰ -
۷- احمد الامین - ضحی الاسلام - بیروت ، دارالکتاب العربیہ ، دون تاریخ ، الجز الثانی ، ص ۶۵ -
۸- ایضاً ، ص ۶۶ -
۹- ابی عثمان عمر و بن بحر الجاحظ - کتاب الحیوان - الطعبة الثانیہ - بیروت ، المطبع العلمیہ العربیہ الاسلامیہ ، ۱۳۸۸ھ - الجز الاول ، ص ۵۵ -
۱۰- المقدسی المعروف بالبشاری - احسن التقاسیم فی معرفتہ الاقالیم - لیدن ، مطبعة بریل ، ۱۹۰۶ء ، ص ۱۱۹ -
۱۱- مولانا شبلی نعمانی - ''اسلامی کتب خانے'' مقالات شبلی - اعظم گڑھ ، مطبع معارف اسلامیہ ، ۱۹۵۱ء جلد ششم (تاریخی حصہ دوم) ، ص ۱۵۴ -
۱۲- بدر عالم - ترجمان السند - دہلی ، ندوة المصنفین ، ۱۹۶۴ء ، ج اول ، ص ۲۵۱ -
۱۳- علامہ ابن عبدالبر اندلسی العلم و العلماء - ترجمہ عبدالرزاق ملیح آبادی- لاہور ، ادارہ اسلامیات ۱۹۷۷ء ، ص ۲۷۱ -
۱۴- خیر الدین الزرکلی - الاعلام - الطبقة الثانیہ ، مصر ؟ الجز التاسع ، ص ۱۷۵ -
۱۵- مصطفی بن عبداللہ الشہیر بحاجی خلیفہ - کشف الظنون عن اسا الکتب و الفنون - المطبعة العربیہ ، ۱۹۴۱ء الجز الثانی، ص ۱۵۹۴ -
۱۶- محمد عبدالرزاق کانپوری - ابرامکہ - کانپور ، خواجہ عبدالوحید پریس ۱۹۳۸ء ، ص ۱۵۶ -
۱۷- شبلی نعمانی ، محولہ بالا ، ص ۱۵۶ -

۱۸- ابن ابی اصیبعہ ۔ عین الانباء فی طبقات الاطباء ۔ بیروت ، داد الفکر ، ۱۹۵٦ء ، ج ۲ ، ص ۱۲۳ ۔
۱۹- محمد بن اسحاق ابن الندیم ۔ الفہرست ، قاہرہ ، مطبعۃ الاستقامہ ، دون تاریخ ، ص ۱۳ ۔
۲۰- خیر الدین الزرکلی کالسابق ، ج دوم ، ص ۳۲۵ ۔
۲۱- ابن الندیم کالسابق ، ص
۲۲- ابن ابی اصیبعۃ کالسابق الجز اول ، ص ۱۲۳ ۔
۲۳- ابن خلدون ۔ تاریخ ابن خلدون ترجمہ سید رشید احمد ۔ طبع اول ، کراچی ، نفیس اکیڈیمی ، ۱۹۷۳ء حصہ دہم ، ص ۱۷۲ ۔
۲۴- شبلی نعمانی ۔ محولہ بالا ، ص ۱۵۸ ۔
۲۵- جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف القفطی ۔ تاریخ الحکماء ، ترجمہ (حکمائے عالم) غلام جیلانی برق لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹٦۰ء، ص ۳۰۹ ۔
۲٦- ایضاً ، ص ٦۱ - ٦۲ ۔
۲۷- احمد شلبی ۔ تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ ، ترجمہ محمد حسین خان زبیری ۔ لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ت ۔ ن ۔ ص ۷۷ ۔
۲۸- ابن الندیم کالسابق ۔ ص ۱۷۵ ۔
۲۹- ابوبکر احمد بن علی الخطیب بغدادی کالسابق ج ۲، ص ۳۷۲ ۔
۳۰- احمد شلبی ۔ محولہ بالا ۔ ص ۸۰ ۔
۳۱- ابن خلکان ۔ ابوالعباس شمس الدین احمد بن ابی بکر ۔ وفیات الاعیان ۔ بیروت، دارصاد دون تاریخ ۔ المجلد السادس، ص ۱۳۹ - ۱۴۰ ۔
۳۲- ابن خلکان کالسابق ج ۱، ص ۲۰۲، ۲۰۳ ۔
۳۳- ابو القاسم علی بن حسن ابن عسکر ۔ تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ۔ بیروت ، دارالمسیدۃ ، ۱۹۷۹ء ، الجزالثانی، ص ۳۱۹ ۔
۳۴- الزرکلی کالسابق، ج ۱، ص ۲۸۳ ۔
۳۵- ابوالفرج الاصفہانی ۔ کتاب الاغانی ۔ بیروت ، دارالثقافۃ ، ۱۹۵٦ء ، المجلد الخامس، ص ۳۳۲ ۔
۳٦- ابن خلکان کالسابق، ج ۱، ص ۲۰۳ ۔
۳۷- محمد عبدالرزاق جونپوری ۔ محولہ ص ۳۲۰ ۔
۳۸- یاقوت الرومی کتاب الارشاد الا ریب الی معرفۃ الادیب المعروف معجم الادبا او طبقات الادبا ۔ مصر ، مطبعہ ہندیہ بالموسینکی ، ۱۹۷۷ء ، الجزا الثالث، ص ۱۳۵ ۔
۳۹- یاقوت الردی ۔ کالسابق ۔ الجزالسادس ، ص ۱۱۷ و ابن الندیم محولہ بالا ۔ ص ۱۷۵ ۔

۴۰- ابن الندیم، کالسابق، ص ۱۷۵ -
۴۱- الخطیب البغدادی کالسابق - المجلدالاول - ص ۲۳۸ = یاقوت کالسابق، المجلد السادس - ص ۴۰۰ = الزرکلی کالسابق الجزالسادس، ص ۲۵۲ -
۴۲- محمد علی ابن طبا طبا الفخری، ترجمہ محمد جعفر شاہ پھلواری لاہور، ادار ثقافت اسلامیہ ۱۹۶۳ء، ص ۳ -
۴۳- القاضی ابی الحسین محمد بن ابی یعلی - طبقات الحنابلہ القاہرہ، مطبعۃ السنۃ المحمدیہ، ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء - الجزالاول، ص ۱۵۹ -
۴۴- جمال الدین ابی محاسن یوسف بن تغری بردی - النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرہ، دارالکتب دون تاریخ - الجزالثالث، ص ۳۷ -
۴۵- یاقوت کالسابق، ج ۲، ص ۱۳۴ -
۴۶- ابن الندیم کالسابق، ص ۱۷۵، ۲۹۶ -
۴۷- یاقوت الرومی - کالسابق - المجلد الثانی ۱۴۴، ۱۴۵ -
۴۸- ابوالحسن علی ابن ابی الکرم محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد اشیبانی المعروف بابن الاثیر - الکامل فی التاریخ - دمشق، ادارہ الطباعت المنیرہ، ۱۳۵۳ھ الجز السادس، ص ۲۷۶ -
۴۹- یاقوت - کالسابق - ج ۲، ص ۴۱۹، ۴۲۰ -
۵۰- ابن خلکان - کالسابق - المجلد ۴، ص ۳۶۰ -
۵۱- جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف القفطی - تاریخ الحکما - بغداد، مکتبہ المثنی، دون تاریخ، ص ۲۳۳ -
۵۲- احمد شلبی - محولہ بالا، ص ۷۰ -
۵۳- یاقوت - الارشاد کالسابق - ج ۵، ص ۴۶۷ -
۵۴- ایضاً، ۴۷۳ -
۵۵- شبلی نعمانی - محولہ بالا، ص ۱۵۸ -
۵۶- ابی علی احمد بن محمد المعروف لمسکویہ - تجارب الامم - مصر، المحمیہ لمطبعۃ بشرکۃ التمدن الضاعیہ، ۱۳۳۳ھ، الجزالثانی، ص ۲۲۴، ۲۲۵ -
۵۷- ابوالفدا، اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی - البدایہ و نہایہ - مصر، مطبعۃ العادۃ دون تاریخ الجزا ۱، ص ۲۹۹، ۳۰۰ -
۵۸- زرکلی کالسابق، الجزالخامس ۳۶۴ -
۵۹- ابن خلدون، محولہ بالا - ج ششم، ص ۳۷۲، ۳۷۳ -
۶۰- المقدسی المعروف بالبشاری - کالسابق، ص ۳۹۴ -
۶۱- ابی منصور عبدالملک بن محمد ابن اسماعیل الثعالبی النساپوری - تیمۃ الدہر فی محاسن اہل العصر، المجلد الثانی ۲۱۶ -
۶۲- احمد شلبی - محولہ بالا، ص ۸۳، ۸۴ -

۶۳- ابن الندیم، کالسابق، ص ۶۷ -
۶۴- یاقوت لارشاد کالسابق - الجزالثانی، ص ۷۸ -
۶۵- ابوالفرج عبدالرحمن علی ابن جوزی - المنتظم فی تاریخ الملوک والامم الطبعہ الدولی، حیدرآباد دکن، دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۵۸-۱۳۵۷، الجز السابع - ص ۱۷۹ - و ابن نورالدین - نزہۃ الجلیس ۱، المجلد الثانی، ص ۲۸۸ -
۶۶- یاقوت الارشاد، کالسابق الجزالثانی، ص ۳۱۵ -
۶۷- تھامس ولیم بیئیل - ابن اوریئنٹل بائیوگرافیکل ڈکشنری - لندن، ایلن اینڈ کمپنی، ۱۸۹۴ء، ص ۱۶۸ -
۶۸- علامہ عبدالرحمن ابن خلدون، محولہ بالا، جلد ششم، ص ۳۹۱ -
۶۹- ابن ابی اصبیعۃ کالسابق الجزالثالث، ص ۶ و نکلسن - اے لٹریری آف دی عربز، لندن، کیمرج یونیورسٹی پریس، ۱۹۷۷ء، ص ۲۶۶ -
۷۰- ابی منصور عبدالملک بن محمد بن اسمعیل الثعالبی النیساپوری - کالسابق الجز الثالث ۱۲۶ و ابن الخطیب - کالسابق - المجلد الثانی، ص ۲۴۶ -
۷۱- احمد شلبی - محولہ بالا، ص ۷۵ -
۷۲- ابن خلکان - وفیات الاعیان - مصر، طبع مطبعۃ عیسی البهاسی و شرکاۃ، (حاشیہ) الجز السادس، ص ۹۴ -
۷۳- ایضاً -
۷۴- ابن اثیر، کالسابق الجزالسابع، ص ۳۴۷، ۳۴۸ -
۷۵- محمد قاسم فرشتہ - تاریخ فرشتہ، ترجمہ محمد فدا علی طالب - حیدر آباد دکن، دارالطبع جامعۃ عثمانیہ، ۱۹۲۶ء، جلد اول، ص ۶۵، ۶۶ و قزوینی - تاریخ گزیدہ مترجمہ ابلیٹ، ج سوم، ص ۶۳، مطبوعہ ۱۹۲۶ء -
۷۶- ایڈورڈ، جی اے براؤن - اے لٹریری ہسٹری آف پرشیا، کیمرج یونیورسٹی پریس، ۱۹۵۶ء، جلد ۲، ص ۹۵، ۹۶ و یقین الدین - سلطان محمود غزنوی - لاہور، سنگ میل پبلیکیشنز، ۱۹۶۹ء، ص ۱۴۸ -
۷۷- ابن خلدون - محولہ بالا - ج ۶، ص ۲۱۹ تا ۲۲۰ (مطبوعہ ۱۹۷۱ء) -
۷۸- ڈاکٹر آفتاب اصغر ”برصغیر کے قدیم کتب خانے“ المعارف لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۲ء، ج ۵، شمارہ ۷، ص ۷ -
۷۹- مولانا عبدالحی - نزہۃ الخواطر، ترجمہ ابو یحیی امام خان نوشہری - لاہور، مقبول اکیڈمی، ۱۹۶۵ء، ج ۱، ص ۵۶ -
۸۰- مولانا عبدالحی - نزہۃ الخواطر، ترجمہ ابو یحیی امام جان نوشہری - لاہور اکیڈمی، ۱۹۵۵ء، ج ۱، ص ۵۶ -
۸۱- الزرکلی کالسابق، الجز الثامن، ص ۴۸ -
۸۲- ابن خلکان، کالسابق - المجلد الاول، ص ۵۹ -

۸۳- ایضاً ، ص ۹۳ -
۸۴- الزرکلی، کالسابق، ج ۱، ص ۱۶۶ -
۸۵- اولگا پنٹو - دی لائبریریز آف دی عربز ڈیورلگ دی ٹائم آف دی عباسی ، ترجمہ فکر و اسلامک کلچر - نیویارک، جانسن دی پرنٹ کارپوریشن، ۱۹۲۹ء جلد ۳، ص ۲۱۶ -
۸۶- الرزکلی، کالسابق، ج ۷، ص ۳۵۷ -
۸۷- ابو عبداللہ شمس الدین محمد الذہبی، تذکرہ الحفاظ، ترجمہ محمد اسحاق لاہور ، اسلامک پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۱ء، ج ۸۱۳ - ۸۱۴ -
۸۸- عبدالحی بن حماد الحنبلی - شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ، بیروت، المکتب التجاری، دون تاریخ ، الجزالثالث، ص ۳۷۳ -
۸۹- تاج الدین السبکی - طبقات شافیہ البکری - الطبع الاولی - مصر ، مطبع الفیہ المری، دون تاریخ ، جلد ۳، ص ۲۳۰ -
۹۰- الزرکلی، کالسابق، ج ۷، ص ۲۵۷ -
۹۱- المقدسی المعروف بالشاری، کالسابق، ص ۱۳۴ و شمس الدین ابی الخیر محمد بن محمد الجزوی ، غایۃ النہایہ فی طبقات القراء - مصر ، مکتبہ النجانحی ، ۱۳۵۱ھ ، المجلد الاول، ص ۳۸۰ -
۹۲- احمد شلبی - محولہ بالا، ص ۶۳ -
۹۳- جلال‌الدین عبدالرحمن السیوطی - بفیۃ الوعاۃ - الطبعۃ الاول ، مصر ، عیسی البابی و شرکاہ ۱۹۶۵ء، ص ۱۷۰ -
۹۴- احمد شلبی، محولہ بالا، ص ۹۴ -
۹۵- اولگا پنٹو - محولہ بالا، ص ۲۲۵ -
۹۶- ایضاً ، ص ۲۳۱ -
۹۷- ایضاً ، ص ۲۳۱ -
۹۸- ایضاً ، ص ۲۲۴ - ۲۲۵ -
۹۹- الذہبی - محولہ بالا، ج ۴، ص ۸۵۶ -
۱۰۰- علامہ ابن عبدالبر - محولہ بالا، ص ۲۶۱ -
۱۰۱- یاقوت - کالسابق، ج ۲، ص ۱۹۶ -
۱۰۲- ابن جوزی مراہ الزمان فی تاریخ الاعیان الطبعۃ الاول - حیدرآباد دکن الهند، دائرہ المطرف العثمانیہ ، ۱۳۷۰ھ ، القسم الاول من‌الجز الثامن، ص ۲۸۸ -
۱۰۳- ایضاً ، ص ۳۵۶، ۳۵۷ - و احمد شلبی - محولہ بالا، ص ۸۵، ۸۶ -
۱۰۴- قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی "مسلمانان سلف جمع مطالعہ کتب کا شوق" روئداد ادارہ معاون اسلامیہ، اجلاس دوم - لاہور، مجلس عاملتا ادارہ معارف اسلامیہ ، ۱۳۵۷ھ، ص ۸۴ -

١٠٥- ابن ابی اصیبعۃ، کالسابق، ج ٣، ص ٢٩٢، ٢٩٣ -
١٠٦- الزرکلی، کالسابق، ج ۴، ص ١٢١ و ابن جوزی کالسابق، ص ٢٧۴ -
١٠٧- اولگا پنٹو، محولہ بالا، ص ٢٢٥ -
١٠٨- ابی اسحاق ابراہیم ابن السید الطرف ابی الفضل سعد اللہ ابن جماعتہ تذکرہ السامع و التکلم فی ادب العالم والمتعلم - حیدرآباد دکن، دائرہ المطرف اسلامیہ، ١٣٥٣ء، ص ١٦٦ -
١٠٩- تقی الدین ابی العباس احمد بن علی المقریزی - کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والاثار المعروف بالخطط المعتریزیہ - القاہرہ الحلبی و شرکاء، دون تاریخ - الجزالثانی، ص ٣٦٧ -
١١٠- ایضاً -
١١١- الذہبی، محولہ بالا، ج ۴، ص
١١٢- یاقوت ارشد، کالسابق، ج ٣، ص ٢١٥ - ٢١٦ -
١١٣- ایضاً ، ص ٢١٦ -
١١۴- ابن الاثیر، تاریخ کامل و بہامشتہ تاریخ ابی نصر العبتی، الجلد ١٢، ص ١٧٦ -
١١٥- احمد شلبی، محولہ بالا، ص ٩ -
١١٦- الذہبی، محولہ بالا، ج ۴، ص ٩٨٣ -
١١٧- جلال‌الدین سیوطی - تاریخ الخلفاء ، ترجمہ اقبال الدین احمد ، کراچی ، نفیس اکیڈمی، ١٩٢٣ء ، ص ۴٥٧ -
١١٨- احمد شلبی، محولہ بالا، ص ١٧ -
١١٩- الزرکلی - کالسابق - ج ٥، ص ١٨٧ -
١٢٠- یاقوت الحموی - الارشاد - کالسابق، ج ٥، ص ۴٨۴ -
١٢١- ایضاً ، ص ۴٧٩ -
١٢٢- ابن ابی اصیبعۃ- کالسابق - ج ٣، ص ٣٦٨ -
١٢٣- ابی الحدید، شرح نہج البلاغ / والطبقۃ الاولی - مصر، دار الضیا الکتب العربیہ عیسی البابی و شرکاء ، ١٣٧٨ھ الجز الاول، ص ١٠ -
١٢۴- الزرکلی، کالسابق، ج ٦، ص ٢١٦ -
١٢٥- الزرکلی، کالسابق، ج ٣، ص ١٠ -
١٢٦- ابن خلدون - تاریخ ابن خلدون، ترجمہ سید رشید احمد - کراچی نفیس اکیڈمی، ١٩٧٦ء ، حصہ دہم، ص ٢٢٦ -
١٢٧- قاضی احمد اختر جوناگڑھی، محولہ بالا، ص ٨١ - ٨٢ -
١٢٨- الذہبی، محولہ بالا، ص ٩٦٠ -
١٢٩- الذہبی، محولہ بالا، ص ٩٩۴ -

١٣٠- الذهبي، محوله بالا، ص ١٠٢٣ -
١٣١- الذهبي، محوله بالا، ص ١٠٢٢ -
١٣٢- الذهبي، محوله بالا، ص ١٠٢٥ -
١٣٣- الذهبي، محوله بالا، ص ١٠٢٢ -
١٣٤- جمال الدين ابي المحاسن يوسف بن تغري بردي - كالسابق ، الجز التاسع ، ص ٢٥٣ -
١٣٥- الذهبي، محوله بالا، ص ١٠٢٦ -
١٣٦- الذهبي، محوله بالا، ص ١٠١٥ - ١٠١٦ -
١٣٧- الذهبي، محوله بالا، ص ١٠٢٥ -
١٣٨- محمد بن شاكر بن احمد - فوات الوفيات - القاهره ، مكتبه النهضه المصريه ، دون تاريخ ، الجز الاول، ص ٢٨ - ٢٩ -
١٣٩- الذهبي، محوله بالا، ص ١٠٢٢ -
١٤٠- الذهبي، محوله بالا، ص ١٠٢٧ -
١٤١- محمد بن شاكر بن احمد، كالسابق، ص ١٢٣ -
١٤٢- الذهبي، محوله بالا، ص ١٠٢٨ -